تصوفِ روحِ اسلام

مفسرِ قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

Marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر۴۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	تصوف روحِ اسلام
مؤلف	مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد
نظر ثانی	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
پروف ریڈنگ	شاہد حسین 84181
صفحات	۱۸۰
خطاطی	احمد علی بھٹہ
اشاعت	ذیقعد ۱۴۳۱ھ/اکتوبر ۲۰۱۰ء
تعداد	۱۱۰۰
ناشر	شیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور
نگرانی وکمپوزنگ	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
معاون کمپوزر	ڈاکٹر منظور حسین اختر

ملنے کا پتہ:

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر: شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

موبائل:0300-4299321(www.sarwaremillat.com)

تصوف روح اسلام،مولف: قاری مشتاق احمد، پروفیسر		297-4
		ت ص و
لاہور، شیر ربانی پبلیکیشنز،2010		
265 ص		
1۔تصوف		

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف مؤلف

لاہور ایک علمی و ادبی شہر کے حوالے سے اپنی خصوصی پہچان رکھتا ہے۔ یہاں اہل علم وصاحبانِ دانش کی ایک کثیر تعداد جو اپنے رجحانات کے مطابق فروغ علم کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ ایسے نمایاں ناموں میں ایک نام پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کا ہے۔ آپ ریاست جموں وکشمیر کے ایک معزز راجپوت گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور جموں شہر میں ۲۰ مارچ ۱۹۴۱ء کو پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان پر ہجرت کر کے پہلے گوجرانوالہ شہر میں آباد ہوئے پھر ۱۹۵۶ء میں میٹرک کرنے کے بعد لاہور منتقل ہوئے اور یہیں مستقل اقامت اختیار کی اور لاہور سول سیکرٹریٹ میں ملازمت کرلی۔ ملازمت کے دوران منشی فاضل، ادیب فاضل کے امتحان پاس کیے۔ ۱۹۶۴ء میں گریجوایشن کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے (اردو، اسلامیات) کی ڈگریاں حاصل کیں اور دوسری جانب ۱۹۵۹ء میں درس نظامی کی سند دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے حاصل کی۔ یہاں آپ کو استاذ العلماء شیخ التفسیر والحدیث مفتی سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ رہا اور ۱۹۶۳ء تک دارالعلوم مذکورہ سے وابستہ رہے۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ سے بھی سند واجازت حاصل کی۔ ۱۹۶۸ء میں پبلک سروس کمیشن کے مقابلہ کے امتحان میں کامیاب ہوکر گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور سے بطور لیکچرر تدریس کا آغاز کیا، لاہور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کالجز بھی رہے۔ پھر بطور اسسٹنٹ پروفیسر ترقی پر گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور میں تبدیلی ہوگئی۔ ۱۹۸۴ء میں ایک سال کے لیے سعودی عرب ڈیپوٹیشن پر چلے گئے اور الخبر کالج میں پڑھاتے رہے۔ واپسی پر پنجاب سول سیکرٹری ایٹ محکمہ تعلیم میں سیکشن آفیسر رہے۔ سائنس کالج میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر ترقی پائی اور اسی کالج سے مارچ ۲۰۰۱ء میں ساٹھ سالہ عمر پر بطور صدر شعبہ اسلامیات ریٹائرڈ ہوئے

Marfat.com

۔آپ مختلف اوقات میں جن مساجد میں خطابت ودرس قرآن کے فرائض انجام دیتے رہے درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	مسجد/ادارہ	تدریس/خطاب	سال
۱۔	جامع مسجد شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ لاہور	خطاب	۱۹۵۹ء تا ۱۹۹۱ء
۲۔	جامع مسجد چودھریاں، قلعہ گوجر سنگھ، لاہور	درسِ قرآن	ایضاً
۳۔	جامع مسجد تکیہ والی ومسجد قدس ایبٹ روڈ، قلعہ گوجر سنگھ، لاہور	درسِ قرآن	ایضاً
۴۔	جامع مسجد حنفیہ کنک منڈی مزنگ، لاہور	درسِ قرآن	ایضاً
۴۔	ایضاً	خطیب مسجد	۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۸ء
۵۔	جامع مسجد داتا دربار (داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ) لاہور	درس قرآن و درس کشف المحجوب	۱۹۵۹ء تا ۱۹۹۶ء بعد نماز عصر تا مغرب
۶۔	جامع مسجد کاہنہ نو (لب نہر) لاہور	خطاب	۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۷ء
۷۔	جامع مسجد حاجی بابا عطارؒ اور حاجی معراج دینؒ والی (اچھرہ) لاہور	درس قرآن	۱۹۶۴ء تا ۱۹۸۳ء
۸۔	جامع مسجد ارائیاں (اچھرہ) لاہور	خطاب	۱۹۸۴ء تا حال
۹۔	جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱۔ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد، لاہور	درس قرآن وخطاب	۱۹۹۴ء تا حال
۱۰۔	جامع مسجد حنفیہ آصف بلاک، لاہور	خطاب	۱۹۹۸۲ء تا ۱۹۸۳ء

Marfat.com

۱۱۔	جامع مسجد نور، پاک بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	درس قرآن	۲۰۰۴ء تا حال
۱۲۔	جامع مسجد مدینہ احمد بلاک گارڈن ٹاؤن، لاہور	خطیب مسجد / درس	۱۹۸۴ء تا ۲۰۰۵ء
۱۳۔	جامع مسجد اللہ والی کریم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	خطیب مسجد	۲۰۰۵ء تا حال
۱۴۔	جامع مسجد ایل بلاک وحدت کالونی لاہور	تعمیر کرائی اور درس دیتے رہے	۱۹۷۱ء تا ۱۹۸۴ء

اس کے علاوہ آپ ملک کے بیشتر شہروں اور دیہاتوں میں دینی تقاریب میں قرآن و سنت کا پیغام عام کرنے کے لیے تشریف لے جاتے رہے۔ ۱۹۷۹ء میں حضور قبلہ عالم سید چراغ علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ پیر طریقت شیخ الحدیث سید محمد شاہسوار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ کے وصال کے پر اولاً صاحبزادہ سید انیس المجتبیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی رہی پھر کریم و عظیم شیخ طریقت صاحبزادہ حافظ سید ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کامل وابستگی اور معیت رہی اور انہیں سے اجازت کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۸۴ء میں عمرہ کیا، ۱۹۹۳ء میں بمعہ اہلیہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی اور ۲۰۰۵ء میں مع اہل و عیال پھر عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ پیر خانے پر ہر ماہ کی چار تاریخ کو درس کتاب و سنت کا اہتمام کیا اور یہ سلسلہ آپ کے برادران طریقت حاجی مرزا ریاض احمد صاحب اور حاجی مرزا سراج احمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے تعاون سے جاری رہا اور اب بھی جاری ہے۔

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر الحسنات سورۃ ''ق'' کے شروع تک مکمل کی تو ان کا وصال ہو گیا تو ان کے فرزند جلیل حضرت علامہ مولانا امین الحسنات خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ جن سے بہت دوستی اور بھائی چارہ تھا۔ ان کے اصرار پر تفسیر الحسنات

Marfat.com

پر نظر ثانی کی اور ۱۹۹۹ء میں تفسیر کو (''ق'' سے آخر تک) مکمل کر دیا۔ یہ اہلسنت کی پہلی مکمل تفسیر ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر دلائل و براہین سے لبریز ایک کتابچہ بعنوان ''**حسن الاعتقاد فی ذکر المیلاد**'' اور سالانہ امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کے موقع پر پیش کرنے کے لیے کئی اہم موضوعات پر پُر مغز مقالات تحریر فرمائے جو شیر ربانی پبلیکیشنز کی مطبوعات کی زینت بن چکے ہیں۔

سیدی مرشدی حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذوق تھا کہ وہ اعلیٰ علمی و فکری صلاحیتوں کے مالک اہل علم کو مسجد میں خطاب کے لیے دعوت دیتے تھے۔ اس سلسلے میں استاذی پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کو حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ نے اپنے ساتھ منسلک کر لیا اور جامع مسجد قادریہ شیر ربانی سمن آباد لاہور میں ہونے والے تبلیغی کاموں میں اپنا رفیق کار اور ہمدم بنا لیا۔

دنیائے اسلام کے عظیم مذہبی سکالر، ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی مدظلہ العالی جو کہ جامع مسجد قادریہ شیر ربانی سمن آباد لاہور میں ہفت روزہ درس قرآن اور ماہانہ محفل میلاد کے موقع پر صدارتی خطاب سے مستفید فرماتے رہے ان کے بیرون ملک جانے کے بعد قبلہ پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کو ان فرائض کی انجام دہی کے لیے درخواست کی گئی جو آپ نے خوش دلی سے قبول فرمائی ۲۰۰۰ء میں قرآن حکیم، علم حدیث، فقہ اور عربی زبان ادب کی جز وقتی تعلیم کے لیے بھی آپ کی خدمات حاصل کی گئیں جو آپ نے حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد تک بڑی محنت سے انجام دیتے رہے۔ آپ تا حال شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے تبلیغی امور میں ڈائریکٹر کی حیثیت سے سرپرستی فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

آج کل تصوف کو ایک متنازعہ موضوع بنا کر عوام وخواص کے قلوب واذہان کو آلودہ کرنے کی مذموم کوششیں ہو رہی ہیں۔حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ نے ماہر طبیب کی طرح اس بیماری (سازش) کو دیکھا اور اسے علمی ہتھیار سے ناکام بنانے کے لیے تدبیر فرمائی۔آپ نے فی الفور پروفیسر صاحب موصوف کو"تصوف اور اسلام، متوازی اور غیر متوازی کی فضول بحث اور اسلام کے خلاف گہری سازش" کے عنوان پر ماہانہ محفل میلاد کے موقع پر خطاب کی درخواست کی آپ نے اس حوالہ سے نہایت ہی وقیع گفتگو فرمائی۔حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ نے اسے وقت کی ضرورت جانتے ہوئے پروفیسر صاحب موصوف کو کہا کہ آپ اسے صفحہ قرطاس پر بھی منتقل کر دیں چنانچہ کتاب ہذا کے مؤلف نے ابتدائی طور پر مذکورہ عنوان پر کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل دستاویز تحریر فرمائی جو کہ ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع ہوا۔

حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ نے اس بات کو خوب جان لیا تھا کہ تصوف جیسے اہم اور نازک موضوع پر مفصل دستاویز وقت کی اہم ضرورت ہے جو آنے والی نسلوں میں کسی قسم کے خلجان کا ازالہ کر سکے۔اس سلسلہ میں حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ پروفیسر صاحب کو متحرک فرماتے رہے اور بالآخر پروفیسر صاحب اس پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے زیر نظر کتاب کا مسودہ سرور ملت علیہ الرحمۃ کی حیات میں ہی مکمل کر دیا تھا جسے دیکھ کر آپ علیہ الرحمۃ خوب تسکین اور فرحت محسوس فرماتے رہے۔آپ نے پروفیسر صاحب کی اس عظیم کاوش پر انہیں مبارکباد پیش کی۔ آپ علیہ الرحمۃ کی یہ خواہش تھی کہ یہ کتاب جلد منظر عام پر آ جائے تاکہ امت مسلمہ کو درپیش فتنے کا تدارک ہو سکے۔

سرور ملت علیہ الرحمۃ کی علالت تا رحلت کے دور میں بھی دو کتب "مکتوبات مسعودی" اور "نذر مجدد" زیر طباعت تھیں۔اس دوران آپ اپنے خالق حقیقی سے دائمی ملاقات کے لیے

Marfat.com

جہانِ فانی سے تشریف لے گئے۔ رحلت کے بعد آپ کے قائم کردہ دینی اداروں میں ہونے والے تبلیغی امور کو چلانا اگرچہ ایک دشوارترین مرحلہ تھا لیکن حضرت سرورملت علیہ الرحمۃ کے مخلص رفقاء پروفیسر قاری مشتاق احمد، جناب قاضی جمیل اطہر سرہندی، پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، پروفیسر محمد اقبال مجددی، حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی، ادیب شہیر صوفی باصفا میاں محمد صادق قصوری (جماعتی، ستاری)، حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی، پروفیسر راغب الیاس شاہ الہاشمی القریشی، شہزادگان (صاحبزادہ غلام مصطفٰے نقشبندی مجددی، صاحبزادہ جنید سرور نقشبندی مجددی) و خادمانِ سرورِ ملت علیہ الرحمۃ بالخصوص مشیر اعلیٰ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس صاحب کے پیہم تعاون کے نتیجے میں ہفت روزہ محفل ذکر ماہانہ محفل میلاد، سالانہ امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس اور عرس شریف جیسے پروگرام اسی معیار اور مقصدیت کے ساتھ چل رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ''ارمغانِ امام ربانی (جلد دوم)'' اور ''تذکارِ سرور'' زیورطبع سے آراستہ ہوکر عاشقانِ شیخ سرہند و محبانِ سرورملت علیہما الرحمۃ کو فیض یاب کررہی ہیں۔

اللہ جل شانہٗ کا شکر ہے کہ بندہ ناچیز کو زیرنظر کتاب کے اشاعتی مراحل میں خدمت کا خاص طور پر، موقع میسر آیا ہے یقیناً یہ میرے شیخ کی عظیم سنت ہے اور میری دعا ہے اللہ کریم جل شانہٗ حضرت سرورملت علیہ الرحمۃ کے مشن کو آگے بڑھانے والے تمام احباب کو دارین کی سعادتیں مقدر فرمائے اور خدمتِ دین میں استقامت عطا فرمائے اور حضرت قبلہ پروفیسر صاحب جو کہ دل کے عارضہ میں مبتلاء ہیں کو صحت کاملہ سے نوازے اور آپ کے سایہ کو تادیر سلامت رکھے تاکہ کلام الٰہی کی نورانی کرنیں مسلمانوں کے ظاہر و باطن کو منور فرماتی رہیں۔ (امین بجاہ سید المرسلین)

۱۲۔اکتوبر ۲۰۱۰ء　　　　محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجۂ تالیف

ماضی قریب میں ٹیلی ویژن پروگرام میں تصوف اسلامی کے حوالے سے ایک سلسلۂ گفتگو چلا جس میں شریک حضرات وہ تھے جو ذہنی وفکری طور پر تصوف مخالف تھے اور انکی تبصرہ بازی ان کے اندرونی خلفشار کی مظہر تھی اس گروہ میں سے جاوید غامدی ان پروگراموں میں پیش پیش ہے۔ اس شخص نے تصوف اسلامی اور صوفیہ عظام کے بارے میں دل کھول کر اعتراضات کیے۔ یہ غیر مقلد متعصبین کے افکار تھے اس سے اہل سنت وجماعت کے علماء اور کثیر مشائخ عظام نے مؤثر احتجاج کیا، کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور تصوف اسلامی کے خلاف اس تحریک کو کھلی سازش قرار دیا گیا اور اس امر کی بھرپور اور ٹھوس وضاحت کی گئی کہ تصوف اسلامی روح دین اور مغز قرآن ہے اور اس کا انکار کھلی جہالت اور ہٹ دھرمی ہی نہیں بلکہ اس سرمایہ کتب سے جو تصوف پر موجود ہے مکمل لاعلمی ہے اور سواد اعظم کے جذبات کو عملاً ٹھیس پہنچائی گئی ہے اور اپنے باطل نظریات کو ٹھونسنے کی بے جا اور ناکام کوشش کی گئی ہے اور صوفیاء عظام کے بارے میں لغو گفتگو کی گئی ہے جس کا نہ تو کوئی جواز ہے اور نہ ہی اس کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے اور اس قسم کے لغو نظریات کا پرچار چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے چنانچہ اس حوالے سے ہمارے علماء نے اخبارات میں بھی مدلل جواب دیا۔

حضرت مولانا صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ جو خود ایک بڑے صوفی تھے آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے مجاز تھے، افکار مجدد اور طریق نقشبند کی ترویج وفروغ کیلئے میر کارواں تھے اور عملاً ایک درویش کامل تھے اور ان کی خدمات کے حوالے سے عرض یہ ہے کہ "جہان امام ربانی" کے نام سے جو انسائیکلوپیڈیا شائع ہوا ہے جو پندرہ جلدوں میں

Marfat.com

چھپ چکا ہے، اس کے محرک اور روح رواں وہی تھے انکی ساری زندگی کتاب وسنت کی عملی تصویر تھی اوران کے لمحات حیات فروغ دین ہی میں گزرے اوران کا کام بدستور جاری ہے جس پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ مجھے ان کی رفاقت پر فخر ہے، انہوں نے مجھ سے فرمائش کی تھی کہ تصوف اسلامی پر ایک مستند دستاویز لکھ دیں میں نے تعمیل ارشاد میں ۳۲ صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ ترتیب دیا اوران کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے اسے خوب پسند کیا اور فی الفور اس کی دو ہزار کاپیاں چھپوا کر مفت تقسیم کیں تو بہت سے احباب علماء نے صوفی صاحب مرحوم سے کہا کہ یہ مختصر پمفلٹ اگر مفصل کتاب کی صورت میں آجائے تو یہ منکروں کا مکمل رد ہوگا اور تصوف کے بارے میں کسی قسم کا خلجان باقی نہ رہے گا اور یہ احقاق حق ہو جائے گا کہ تصوف اسلامی دین اسلام کی حقیقی روح ہے تو مرحوم ومغفور نے مجھ سے یہ تقاضا کیا کہ آپ یہ خدمت انجام دیں میں نے عرض کیا کہ میں اس کا اہل نہیں مجھے علمی کم مائیگی کا سامنا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ اس کام کے اہل ہیں اوران کے پیہم اصرار پر میں نے یہ کتاب ''تصوف روحِ اسلام'' ان کی زندگی میں مکمل کر دی انہوں نے دیکھا لیکن علالت آڑے آئی تو فرمانے لگے میں تندرست ہو جاؤں تو بالتفصیل پڑھوں گا اور بالضرور شائع ہوگی اور مجھے یقین ہے کہ آپ نے اس میں اپنا حق ضرور ادا کیا ہوگا۔ اس دوران انہوں نے رحلت فرمائی اور یہ کام کچھ دیر کے لیے رک گیا۔

خلد آشیانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان جناب غلام مصطفٰے، جناب جنید سرور صاحب اور مرید خاص محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی نے اس سلسلہ کو پھر زندہ کیا اور میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے والد بزرگوار اور شیخ کے مشن کو بدستور جاری رکھا ہے اور یہ کتاب ہدیہ ناظرین ہے۔

راقم الحروف آستانہ عالیہ چراغیہ نقشبندیہ والٹن شریف لاہور کا ایک ادنی خادم

Marfat.com

ہے اور میرے حضور قبلہ عالم پیر سید شاہسوار علی شاہ صاحب (گوجرہ) اور صاحبزادہ حافظ ارشاد حسین رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ دونوں بزرگ حضرت مخدوم پیر سید چراغ علی شاہ صاحب کے خلفاء ہیں اور آپ سرکار اعلیٰ حضرت علی پوری پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ میں یہ کتاب ان مخدوموں کے نام معنون کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

پروفیسر قاری مشتاق احمد نقشبندی مجددی
سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ
گورنمنٹ سائنس کالج وحدت روڈ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

نمبر شمار	عنوان	از	صفحہ نمبر
۱۔	تقدیم	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	۱
۲۔	تصوف روحِ اسلام	پروفیسر قاری مشتاق احمدؒ	۷

تأثرات

۳۔	حرفِ صادق	میاں محمد صادق قصوری	۱۵۴
۴۔	تصوف اور افکارِ مجدد	جمیل اطہر سرہندی	۱۷۱
۵۔	تصوف شہ رگِ دین	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	۱۷۷

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

تصوف روحِ اسلام

تصوف آغازِ اسلام سے ہی علمی و عملی طور پر مسلم معاشرہ کا حصہ رہا ہے اگرچہ یہ بحث بھی جاری رہی کہ دین میں اس کی ضرورت و اہمیت کیا ہے؟ بعض لوگ اس کو دین کا لازمی جزو قرار دیتے ہیں تو بعض اس کو متوازی دین کے طور پر موضوع بحث بناتے ہیں۔ یہ جدلیت مسلسل مسلم معاشرے پر اثر انداز ہوتی رہی ہے۔ یہ بھی آوازیں بھی اٹھتی رہیں ہیں کہ یہ یونانی اثرات کا شاخسانہ ہے اور یہ بھی اعتماد موجود رہا ہے کہ یہ ایک خالص اسلامی فکری تحریک ہے۔ تصوف کی اصطلاح بھی نقد و تبصرے کا ہدف رہی ہے مگر یہ تمام مباحث کسی طور بھی تصوف کی فکری پیش رفت اور عملی نفاذ کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے۔ تاریخ اسلام کا کوئی دور اور مسلم معاشرے کا کوئی گوشہ بھی تصوف کی کارفرمانیوں سے غیر متعلق نہیں رہا ہے۔ پھر یہ کہ اس کے اثرات ہر طبقے اور ہر گروہ پر بہت نمایاں رہے ہیں یہ بحث کہ تصوف ایک متوازی نظریہ حیات ہے خلطِ مبحث ہی نہیں خام خیالی بھی ہے کہ اہل تصوف، ملت اسلامیہ کے برگزیدہ افراد رہے ہیں۔ اُن کے سیرت و کردار نے ملت کی تطہیر کا فریضہ انجام دیا ہے اور راستی پر گامزن رہنے کا حوصلہ عطا کیا ہے۔ سوچئے ان حضرات کے پیرو کار کون تھے؟ ان کے نظریات کن کے لیے لائق اعتماد تھے؟ صوفیہ کی کاوشیں کس معاشرے پر اپنے اثرات دکھاتی رہی ہیں اور ان کی تعلیمات نے کس کے رُخ کردار کو سنوارا ہے۔ حلقہ بگوشوں کی فہرست دیکھ لیجئے اور رویوں کی دروبست پر

Marfat.com

نظر دوڑا لیجئے ، کیا ہم پلو اسلامی تعلیمات حصار کیے ہوئے نہیں ؟ اور کیا مسلم معاشرہ ان تعلیمات کا گرویدہ نہیں ؟ کہیں کہیں اٹھنے والی معاند آوازیں فریب نظر کا شاخسانہ بھی ہوسکتی ہیں اور نظر کی سطحیت کا شکار بھی ہوسکتی ہیں ۔

سوچیے خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ نے لاکھوں انسانوں کو کون سی راہ دکھائی تھی ؟ کیا غیر مسلم، خطیرۂ اسلام میں آئے تھے کہ کسی اور دین کے حلقہ بگوش ہو گئے تھے ؟ داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ نے کس مقصد کے لئے وطن سے ہجرت کی تھی ؟ غیر مانوس ماحول کی سختیاں کس لیے برداشت کیں تھیں ؟ ہاں تو مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات کا حرف حرف کس جانب دعوت دے رہا ہے ۔ شریعت کی پاسداری سے اُن کی مراد کونسی شریعت تھی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سے تعلقِ خاطر کس مشن کی نشاندہی کر رہا ہے ؟ جو سنت مطہرہ کے ہر عمل کو سب پاکبازیوں کو سب سے بالاتر سمجھے اُس وجود پر متوازی دین کا دعویدار ہونے کا الزام کس ذہنیت کا غمازی کر رہا ہے ۔ اکبر کے دین الٰہی سے برملا انکار بلکہ ۔۔۔ تردید کس کی دعوت تھی ؟ صوفیاء کرام جن کا وجود ہر دور میں راستی کا معتبر حوالہ رہا ہے اُن پر الزام کہ وہ اپنے خود ساختہ خیالات کی طرف دعوت دے رہے تھے تاریخی حقائق کا انکار ہے ۔ ذرا سوچیے جو یہ اعلان کر رہا ہو کہ

باغم بس است قراں بستانِ ما محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

اس پر دعوت الی الغیر کا بہتان کس قدر بڑی جسارت ہے ؟

صوفیاء کرام کا حصارِ الست میں کردار اُن کی توحید مستی کا گواہ ہے اور ان کا در رسالت پناہ سے بے پناہ لگاؤ ان کی مومنانہ سیرت کا گواہ ہے ۔ وہاں تو سراپا سرافگندگی کا

Marfat.com

ذوق ہے اور بقول مولانا روم علیہ الرحمۃ

؎ عقل قربان کن بپیش مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کی جلوہ نمائیاں ہیں۔ سچ ہے کہ روشن آفتاب کی کرنیں نادیدگی کا شکار ہو جائیں تو

؎ چشم آفتاب را چہ گناہ

صوفیاء جو صیانت عقیدہ اور طہارت عمل کے داعی تھے۔ اہل محبت کے امام ہیں مگر بدقسمتی یہ ہے کہ خود ساختہ نظریات کے فریفتہ بزعم خویش اہل دانش اور غرورِ نفس کے شکار لوگ ہر دور میں ان پاکیزہ صفات اہل خیر پر آواز کستے رہتے ہیں۔ یہ لمحاتی آوازے فضائے بسیط میں دم توڑتے رہتے ہیں اور اب بھی نڈھال ہو جائیں گے کہ

؎ اندھیرے کو اجالے سے شکست فاش ملتی ہے

عصر حاضر میں جبکہ درویش صفت انسانوں کی ضرورت کا احساس ہر کہیں ہے کچھ بر خود غلط لوگ پھر پرانے حربے آزما رہے ہیں مگر یقین رکھئے

؎ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اس لئے کہ عقیدت مندوں میں ایسے اہل دانش بھی ہیں جو ہر فتنے کو خرد کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب بھی ایسے نبرد آزماؤں میں سے ہیں اُن کے گوش حق نیوش تک یہ فریب خوردہ آوازیں پہنچیں تو انہوں نے ملت اسلامیہ کے بھولے بھالے ارادت مندوں کو حوصلہ مند رکھنے کا عزم کر لیا اور ان کے قلم سے ایک ایسی کتاب سامنے آئی جو روایت و درایت کا بہر پہلو حسن رکھتی ہے۔ ''تصوف روحِ

Marfat.com

اسلام'' ایک کتاب ہی نہیں ایک حقیقت پسندانہ فکر بھی ہے۔قرآن وحدیث سے اخذ کردہ دلائل پر مشتمل یہ کتاب ہر قاری کو متاثر کرلے گی اور لرزتے ہوئے قدموں کو استقامت کا درس دے گی۔

پروفیسر صاحب کا دینی مطالعہ لائق اعتماد ہے اس لئے اُن کے اظہار میں بے باکی ہے ''تصوف روحِ اسلام'' کا مطالعہ ہر قاری کو تصوف کے حقائق سے روشناس کرائے گا اور تصوف کے حقیقی کردار سے آگاہ کرے گا۔رواں دواں عبارت، دلائل سے بھری گئی تحریر یقیناً ایک اساسی نوشتے کی حقیقت لے گی اور یہ صرف اعتراضات کے جواب پر ہی اکتفا نہ کرے گی بلکہ روحِ اسلام کے ہمہ جہتی اظہار کا ذریعہ بنے گی۔

''تصوف روحِ اسلام'' تصوف کے اساسی مباحث پر مشتمل ہے۔صوفی کون ہے؟ کے زیر عنوان خود مستند صوفیاء کے ارشادات نقل کئے گئے ہیں کہ ''صاحب الدار ادریٰ بمافیه'' گھر والا بہتر جانتا ہے کہ گھر میں کیا ہے۔ان اقوال کی روشنی میں واضح کرتی ہے کہ تصوف، شریعت مطہرہ سے قلبی وابستگی اور دیانتدارانہ پاسداری کا نام ہے۔اس سلسلے میں تصوف کی امہات الکتب کی فہرست بھی دی گئی ہے جو قاری کو مطالعہ کی تحریک دے گی۔اسی ضمن میں ''تصوف'' کی تعریف صوفیاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں متشکک قلب وذہن کو راہ یقین دکھائے گی۔اس سلسلے میں سید علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے تینوں حصوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور یہ حدیث مبارکہ ''الدین النصیحۃ'' سے ماخوذ ہے کہ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ایماندارانہ اخلاص، مخلوق کے ساتھ نیک رویہ اور اپنی ذات کے ساتھ دیانتدارانہ تعلق۔ان تمام جوانب کی

Marfat.com

وضاحت ارشادات الٰہی اور فرمودات رسول ﷺ کے حوالے سے کی گئی ہے۔ ذات الٰہی کے ساتھ بندے کی نسبت کے تین پہلو نمایاں ہیں۔ ''تعلق باللہ'' قرب الٰہی اور رویت الٰہی۔ یہ ساری نسبتیں انسانی ارتقاء پر دلالت کرتی ہیں اور مستند حوالوں سے ان کی تشریح کی گئی ہے۔

ساری تفصیل میں ایک اہم نکتہ مولف کے پیش نظر رہا ہے کہ محبت وقرب کے دعویدار کو اطاعت کی سند بھی حاصل ہونی چاہیے وگرنہ یہ سب دعوے ہوں گے۔ اطاعت رسول ﷺ پر مضبوط دلائل اور مربوط گفتگو سے باور کرانا ہے کہ تصوف صرف اور صرف اطاعت رسول ﷺ میں وثوق کا نام ہے اور کوئی صوفی بھی صادق القول نہیں ہوسکتا جب تک اُس کے اقوال اور اعمال کو سنت رسول ﷺ کی تائید حاصل نہ ہو۔ اس طرح ثابت کیا گیا ہے کہ تصوف وہ رویہ ہے جو سنت پر اعتماد کو فروغ دیتا ہے یہ سچی اطاعت ہے اور صدق دل سے تسلیم ہے یہی تقویٰ ہے جو صوفیا کی شناخت ہے اسی تقویٰ کا نتیجہ ہے کہ صوفیاء فرائض کی ادائیگی پر استقامت کے ساتھ ساتھ نوافل، ذکر وفکر اور خلوت وعزلت کو ترجیح دیتے ہیں یہ محاسبہ نفس کے لمحے ہوتے ہیں کہ اسی سے قوت پا کر صوفی میدان عمل میں آتا ہے اور پوری تندہی سے اشاعت دین کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ یہ مراقبے یہ خلوت نشینی، فرار کی کوئی صورت نہیں ہمہ تن جدوجہد کی تیاری کا مرحلہ ہے۔ علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو آشکار کرنے لئے فرمایا تھا۔

؎ در بستانِ حرا خلوت گزید قوم و آئین وحکومت آفرید

صوفی بھی اسی تربیت وتیاری کے دورانیے سے گزرتا ہے اور پھر معاشرے کی اصلاح میں

Marfat.com

منہمک ہو جاتا ہے۔کوئی معاند قوّت کوئی بھاری رکاوٹ اُس کا راستہ نہیں روکتی۔وہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے انداز میں معاشرے کے ہر فرد کی تربیت کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس مشن میں کوئی طاقت یا کوئی اقتدار اُس کا راستہ نہیں روک سکتا۔

میں پروفیسر قاری مشتاق احمد مدظلہٗ کی اس کاوش کو بنظر استحسان دیکھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ نوشتۂ ہدایت شبہات کی کئی گرہیں کھول دے گا۔اللہ تعالیٰ حبیب کریم ﷺ کے صدقے قاری صاحب کو مزید صحت اور توانائی عطا فرمائے تاکہ خیر کا یہ مشن جاری و ساری رہے۔ایسی کتابیں قارئین کو ثروت مند کریں گی اور ان کے اذہان پر پڑنے والے حالات کے سائے زائل کرے گی۔

اللھم صلِّ و سلّم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
صدر مرکز تحقیق: فیصل آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصوف کا معنی و مفہوم

صوفی کون؟

تصوف کا لفظ باب تفعّل سے ہے اور لغوی معنی صوف کا لباس پہننے کے ہیں لیکن اصطلاحی معنی تزکیۂ نفس اور تجلیہ قلب کے ہیں چونکہ اونی لباس (صوف) صوفیاء کی اکثریت پہنتی رہی تو لوگ انہیں صوفی کہنے لگے ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ کتاب اللمع میں لکھتے ہیں:

''لباس ظاہری کی وجہ سے صوفی کے نام سے ملقب ہوئے اور ان کا لباس صوف پہننا اس لئے تھا کہ اکثر انبیاء و اولیاء اور صالحین یہ لباس پہنتے رہے''

مخدوم ابوالحسن علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

''صوفی کو صوفی اس لئے بھی کہتے ہیں کہ وہ اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ محبت و مناسبت رکھتا ہے لیکن یہ لغوی تحقیق ہے اور اس کو تصوف کے حقیقی معنی سے کوئی تعلق نہیں صفائی سب امور میں محمود ہے اور اس کی ضد کدورت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

Marfat.com

''ذَهَبَ صَفوُ الدُّنیاوَ بقِیَ قَدرُهَا

دنیا کی صفائی جاتی رہی اور کدورت باقی رہ گئی''

کسی چیز کی خوبیوں کا نام عمدگی اور برگزیدگی ہے اور اس کی خرابیوں کا نام اسکی کدورت اور برائی ہے چونکہ اصحاب تصوف نے اپنے اخلاق و معاملات اور ظاہری اطوار کو درست کرلیا ہے اور طبیعت کی آفات یعنی طبعی اور باطنی عیوب و خرابیوں سے بیزاری اختیار کرلی ہے اس لئے اسے صوفی کہتے ہیں اور اسم صوفی گویا اس گروہ کا اسم علم ہے''

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

لباس صوف سنت ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

علیکم بلُبس الصُّوفِ تجدُونَ حَلاوَةَ الاِیمَانِ فِی قُلُوبکُم''

تم لباس صوف پہننا لازم کرو تم اپنے دلوں میں ایمان کی چاشنی پاؤ گے''

اور حدیث میں وارد ہے

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَلبَسُ الصُّوف وَ یرکَبُ الحِمَار

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم لباس صوف پہنتے اور دراز گوش پر سواری
فرماتے تھے“

عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

”حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے
ستر (۷۰) بدری اصحاب کو لباس صوف پہنے دیکھا ہے“

مخدوم ابوالحسن علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں رقمطراز ہیں:

مشاہدہ باطن کے بغیر ظاہر کی اصلاح گویا تصوف کا انکار اور
صفائے باطنی کے خیال سے کھلی کنارہ کشی ہے جب صفا کدورت
کی ضد ہے اور کدورات صفات بشریہ میں سے ہیں تو صوفی وہی
ہے جو کدورات بشریہ سے نکل کر صفائے حق کیطرف متوجہ ہو جو
آپ سے فانی اور حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو اور کدورات بشریہ
طبعیہ سے رہائی پا کر باطن کی حقیقت سے واصل ہو“

حضرت حارث المحاسبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الرعایہ میں جو دوسری صدی ہجری کے آخر یا تیسری صدی ہجری کے اول میں لکھی گئی اور کتب تصوف میں اولین کتاب ہے رقمطراز ہیں:

”جس نے مراقبہ اور اخلاص کی بدولت اپنے باطن کو سنوار لیا اللہ
کریم اس کے ظاہر کو مجاہدہ اور سنت نبوی کے اتباع سے زینت
بخشتا ہے جو شخص ریاضت نفس کی بدولت خود کو مہذب

Marfat.com

نہیں بنتا اس پر مقامات کی راہیں نہیں کھلتیں''

ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کتاب الصدق میں فرماتے ہیں:

اللہ کریم جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اسے ذکر کی توفیق عطا کر دیتا ہے اور جب بندے کو معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ اللہ کے سوا کسی کیطرف نظر نہیں کرتا اور حقیقی علم وہی ہے جو تجھے رغبت عمل دے اور یقین ماسوا سے بے نیازی ہے''

سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

تصوف سراسر اسلام پر مبنی ہے۔[1]

رسالۂ قشیریہ میں جنید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول منقول ہے:

''دراصل تصوف قرآن و حدیث پر مبنی ہے اور یہ کہ ہمارا طریقہ کتاب وسنت سے ماخوذ ہے''

ابنِ تیمیہ نے جو تصوف کے بڑے مخالفوں میں سے ہے اپنی کتاب منہاج السنہ کی تیسری جلد میں جنید رحمۃ اللہ علیہ کے طریق تصوف کو مستند مانا ہے اور ان کا ذکر انتہائی احترام سے کیا ہے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

تصوف یہ ہے کہ صوفی اپنی زندگی معیت الٰہیہ میں اسطرح بسر کرے کہ غیر اللہ سے کوئی تعلق یا وابستگی باقی نہ رہے''[2]

ا۔ کتاب اللمع ۲۔ رسالۂ قشیریہ از عبدالکریم قاسم قشیری متوفی ۴۶۵ ہجری

Marfat.com

ابو النصر سراج رحمۃ اللہ علیہ کتاب اللمع میں رقمطراز ہیں:

''تصوف کا مطلب ترک دنیا ہرگز نہیں ہے بلکہ شریعت کا کامل اتباع ہے، کتاب کے ابواب میں سے نویں اور تیرھویں باب میں واضح کیا ہے صوفیہ کی جملہ تعلیمات وتعریفات قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں اور یہ کہ تصوف اسلام کے باطنی پہلو کا نام ہے''

شیخ ابوبکر الکلاباذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مقبول زمانہ کتاب میں رقمطراز ہیں:

''تصوف دائرہ اسلام کے اندر ہے ہرگز باہر نہیں صوفیہ کے عقاید بالکلیہ اسلام کے مطابق ہیں اور صوفیہ ہر اس بات کو جو قرآن و سنت کے خلاف ہو قطعاً تسلیم نہیں کرتے''[1]

شیخ الاسلام ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قوت القلوب علوم تصوف اور شریعت پر ایک نادر کتاب ہے تصوف کو غیر اسلامی سمجھنے والوں کیلئے یہ کتاب نور ہدایت کی بے مثل دستاویز ہے کہ منکر کو بھی تسلیم کے سوا چارہ نہیں یہ دستاویز کتاب وسنت اور برکات تصوف کے انوار کی موسلا دھار بارش ہے جو زنگ آلودہ قلوب، اوہام وتشکیک کے کشتگان کیلئے جادۂ منزل اور پیغام حیات ہے اس کتاب سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسے افاضل نے استفادہ کیا ہے اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر نے اخذ کیا ہے اس ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے ''تصوف حقیقت میں تزکیہ اخلاق کا نام ہے'' اس

۱۔ کتاب التعرف، ابواب (۱۰ تا ۳۰)

Marfat.com

کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نفحات الانس میں رقمطراز ہیں:

"ابوطالب مکی وے صاحبِ قوت القلوب است کہ مجمع اسرار طریقت است قَالَ وَلَمْ یصنف فی الاسلام مثلهٗ فی دقائق الطریقة "قوت القلوب کے مصنف ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں دقائق طریقت کے بیان کے حوالے سے دنیائے اسلام میں اس کی مثل کوئی کتاب نہیں لکھی گئی"

موصوف اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں:

"ہمارے ایمان کا دارومدار تصدیق و یقین اور قرآن و حدیث سے نقل پر ہے نہ کہ عقل و ظن یا حکماء کی تقلید پر شریعت پر ہی عالم کی تدبیر وقوع پزیر ہوئی ہے اور اسی پر اوامر و نواہی نظم دے گئے ہیں"

امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حقیقت ربوبیت کا مشاہدہ ہے جبکہ شریعت عبودیت اختیار کرنے کا حکم ہے پس ہر شریعت جس کی تائید حقیقت سے نہ ہو ناپسندیدہ اور نامقبول ہے اور ہر حقیقت جو شریعت کی قید سے آزاد ہو غیر محصول ہے"[1]

---

[1] رسالہ قشیریہ

Marfat.com

مزید رسالۂ قشیریہ کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

ہمارے زمانے میں تصوف کا طریقہ بگڑ چکا ہے۔ کامل بزرگ رخصت ہوچکے جو اس طریق کے عارف و عالم تھے تقویٰ جاتا رہا بلکہ اسکی حرمت ہی نہ رہی طمع بشدت بڑھ گئی اور حرمت شریعت دلوں سے اُٹھ گئی حلال و حرام کا امتیاز نہ رہا غفلتیں چھا گئیں اور شہوات کا اتباع عام ہوگیا اس لئے میں نے یہ رسالہ لکھا کہ لوگوں پر تصوف کی حقیقت منکشف ہو"[1]

مخالفینِ تصوف کی بدظنی کو دور کرنے کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوسکتی ہے جسطرح مسلمانوں کی غلط روی یا بداعمالیوں کو بہانہ بنا کر اسلام کو اس کا ذمہ دار نہیں کہا جا سکتا اس طرح جہلاء اور نام نہاد صوفیوں کی غلط کاریوں کو اسلامی تصوف کے خلاف کیوں قرار دیا جا سکتا ہے جبکہ تصوف دین کی حقیقی تعبیر و تفسیر ہے اور اسلام کی روح ہے اور صوفیاء کرام نے خود غلط کاریوں کی نہ صرف نشان دہی کی ہے بلکہ اس کی پرزور مذمت بھی کی ہے اور ٹھوس تدارک بھی اور برملا اور دوٹوک وضاحت بھی کہ خلاف شرع امور کا تصوف اسلامی سے کوئی تعلق نہیں اور ان امور فاسدہ کو بہانہ بنا کر تصوف اسلامی کو ہدف سراسر انکارِ حق اور دین کے خلاف گھناؤنی سازش ہے اور حقیقت سے مکمل جہالت اور کھلی ناانصافی ہے جو کسی بھی ذی شعور کو ہرگز لائق نہیں اور نہ ہی اہل علم و عقل کا شیوہ ہے۔

۱۔ رسالہ قشیریہ ۲۔ ایضاً

Marfat.com

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز درپۓ مصطفٰی

برصغیر کے عظیم صوفی مخدوم ابوالحسن ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے حوالے سے غلط کاروں کا جو تجزیہ کیا ہے وہ منکرین تصوف کے جملہ اعتراضات کا شافی جواب اور حقیقت تصوف کے اظہار کا نورانی باب ہے۔ رقمطراز ہیں:

خداوند قدوس عزَّ وجَلّ شانہ‘ نے ہمیں ایسے زمانہ میں پیدا کیا کہ جس کے لوگ خواہشات نفسانی کا نام شریعت اور طلب جاہ و ریاست و تکبّر کا نام عزت وعلم اور خلق خدا سے ریاکاری کا نام خوف الٰہی اور دل میں کینہ چھپا رکھنے کا نام حلم اور فضول جھگڑے کا نام مناظرہ اور باہم لڑنے جھگڑے اور حماقت کا نام بزرگی اور منافقت کا نام زُہد اور جھوٹی آرزوں کا نام ارادت اور طبیعت کے ہذیان کا نام معرفت اور دلی رغبتوں اور وساوس نفسانی کا نام فنا اور نبی اکرم ﷺ کی شریعت کو ترک کرنے کا نام طریقت اور اہل زمانہ کی آفتوں کا نام مجاہدہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ معارف الٰہیہ کے عرفا (جاننے والے) اس جہان سے بالکل الگ ہو گئے ہیں اور اہل دنیا نے غلبہ پالیا ہے چنانچہ اسلام کی پہلی ابتری کے وقت کا نقشہ ہے جبکہ اہل بیت نبوی پر آل مروان نے غلبہ حاصل کر لیا تھا

Marfat.com

اہل حقائق کے بادشاہ تصوف وطریقت کے حکیم ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب منظر کشی کی ہے:

''اُبتُلِینَا بِزَمَانٍ لَیسَ فِیہِ اٰدابُ الاسلامِ وَلا اَخلاقُ الجاھِلیّۃِ وَلا اَحکامُ ذوی المُرُوَّۃِ''

ہم ایسے زمانے میں ابتلا (امتحان) کے اندر ڈالے گئے ہیں کہ جس میں نہ آدابِ اسلام ہیں نہ اخلاق جاہلیت اور نہ ہی اس میں مروّت ومحبت کی باتیں ہیں۔ ۱

شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف عوارف المعارف میں رقمطراز ہیں:

''مسلمانوں کے طبقات میں صوفیاء کرام کا طبقہ اور گروہ ہی ایسا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی حسن متابعت میں کامیاب ہوا ہے اس لئے کہ اس طبقہ نے آپ ﷺ کے ارشادات کی تعمیل کی اور آپ ﷺ نے جس کام کا حکم دیا اس پر ثابت قدمی سے عمل کیا اور جن امور سے روک دیا رک گئے ارشاد باری ہے:

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فانتھوا

''اور جس بات کا تم کو رسول حکم دیں تو اُسے مضبوطی سے پکڑلو اور جس سے منع کر دیں اُس سے باز رہو'' ۲

۱۔ کشف المحجوب ساتویں فصل ۲۔ پ ۲۸۔ الحشر

Marfat.com

چنانچہ ان صوفیہ نے اپنے اعمال میں آپ ﷺ کی کمال درجہ پیروی کی اور آپ کی متابعت کی جدو جہد سے عبادت، تہجد، نوافل، روزہ، نماز اور جو کچھ اس کے سوا ہے اسکی بجا آوری کی اور آپ ﷺ کے اخلاق سے متخلق ہوئے

شیخ عبدالواحد سے پوچھا گیا صوفی کون ہے؟ فرمایا:

''صوفی وہ لوگ ہیں جو اپنی عقل وفہم کے مطابق سنت نبوی پر قائم ہیں''۔[1]

مزید فرماتے ہیں:

''تصوف کا اول علم ہے اور اوسط عمل ہے اور آخر موہبت یعنی عنایات ربانی ہے۔

سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

رسول ﷺ کا کامل اتباع کرنے کا نام تصوف ہے''[2]

شیخ المشائخ غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صوفی وہ بندہ ہے جسکو اللہ نے صفائے قلب عطا فرمائی اور جو نفس کی آفتوں اور اسکی برائیوں سے خالی ہو خدا کے نیک راستہ پر چلنے والا حقائق کو گرفت میں لینے والا اور اپنے دل کو مخلوق کے

۱۔عوارف المعارف ۲۔ایضاً

Marfat.com

درمیان غیر متحرک محسوس کرنیوالا ہو اللہ کے ساتھ صدق اور اس کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا تصوف ہے''۔[1]

سرکار جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری عظیم تصنیف ''فتوح الغیب'' ہے جو آپکے ۷۸ مقالات کا مجموعہ ہے ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے:

(i)۔ بندگان خدا کی اصلاح نفس

(ii)۔ تزکیۂ قلوب کے لئے نصائح

(iii)۔ اتباع شریعت اور متابعت سنت پر بار بار تاکید

حضرت ابوالحسن علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

علماء ظاہر میں سے جو شخص اس کتاب میں غور کرے گا (کشف المحجوب) تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ علم تصوف کی اصل قوی ہے اور اسکی شاخ بارآور اور تمام مشائخ جو اہل علم وفضل ہوئے اپنے تمام مریدوں کو علم تصوف کی تحصیل پر رغبت دلاتے رہے اور اس پر مداوت کی تلقین کرتے رہے اور وہ نہ تو خود لغو طریق پر چلے ہیں اور نہ ہی اپنے مریدوں کو ایسا کرنے کی ترغیب دی مشائخ طریقت اور علماء صوفیہ نے تصوف میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور معارف تصوف پر نہایت لطیف

۱۔ غنیۃ الطالبین، باب ۲۳

Marfat.com

عبارات میں ربّانی علم و بصیرت سے مضبوط براہین قائم کیے ہیں''۔[1]

امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اور پیروی میں کوشش کرنا بندے کو مقام محبوبیت تک لے جاتا ہے تو ہر عقلمند اور دانش مند پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں ظاہراً اور باطناً پوری سعی او رکوشش کرے۔[2]

''شریعت تمام دنیوی واخروی سعادتوں کی ضامن ہے کفیل ہے اور کوئی ایسا مطلوب ومقصود نہیں جو شریعت سے جداگانہ ہو اور انسان کو اس کی محتاجی ہو طریقت وحقیقت جس کے ساتھ صوفیاء کرام ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خادم ہیں'' [3]

خواہشاتِ نفسانیہ کے دور کرنے کے واسطے شرائع کا ورود ہوا ہے شریعت کے تقاضوں پر جتنا بھی عمل کیا جائیگا نفسانی خواہشات اسی قدر روبہ زوال ہونگی (مٹ جائیں گی) لہٰذا نفسانی خواہش کے ازالے کیلئے شریعت کے ایک حکم کی پاسداری اور اس پر عمل ان ہزار سالہ ریاضات ومجاہدات سے بڑھ کر ہے جو خواہش نفس سے ہوں''[4]

۱۔ کشف المحجوب مقدمہ فصل نمبر ۸ ۲۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب: ۴۱
۳۔ ایضاً، حصہ اول، مکتوب نمبر ۳۶ ۴۔ ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۵۲

Marfat.com

"ھاں وہ ذکر وفکر بہتر ہے اور اہم ہے جو آداب شرعیہ کی مراعات کے ساتھ کیا جائے" [1]

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ "زبدۃ المقامات" کی فصل ششم میں لکھتے ہیں:

لوگ مجاہدوں اور ریاضتوں پر حریص اور اس ہوس میں مبتلا ہیں حالانکہ نماز کے آداب کو صحیح طور سے بجالانے کے برابر کوئی ریاضت اور مجاہدہ نہیں"

خواجہ جہاں کے نام لکھتے ہیں:

یہ سب کچھ بلکہ روح، سر خفی اور اخفی کے سارے کمالات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کے ساتھ وابستہ ہیں آپکو نبی کریم ﷺ کی اتباع اور خلفاء راشدین کی پیروی کو لازم پکڑنا چاہیے کیونکہ وہ ہدایت کے ستارے اور ولایت کے آفتاب ہیں جس شخص کو ان کے اتباع کا شرف حاصل ہوا فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِیْماً تو بلاشبہ وہ بڑی کامیابی وکامرانی سے بہرہ یاب ہوا اور جس نے انکی مخالفت کی فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِیْداً وہ بڑی دور کی گمراہی میں پڑا اور رہا۔ [2]

---

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۲۶۰ [2] مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۲۵

Marfat.com

۲۔علماءِ تصوف کی تصانیف:

تصوف کے موضوع پر بہت لکھا گیا ہے اور اکابر صوفیاء کی جملہ تصانیف کا منبع و سرچشمہ کتاب وسنت ہے اور یہ اکابر علماء صوفیہ علوم شریعت سے مزین تھے اکثر مسلمہ مفسر قرآن، نامور محدث اور مقبول فقیہ اور متبحر عالم تھے اور وہ کتاب وسنت کے دائرہ سے سرمو تجاوز کو صریحاً کفر و بے دینی جانتے تھے۔سید الطائفہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول حقیقت نفس الامری کا نقیب ہے:

میں نے سب سے پہلے حدیث اور فقہ حاصل کی پھر شیخ المشائخ حارث المحاسبی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و خدمت میں رہا اور یہی میری کامیابی کی وجہ ہے جس شخص نے تصوف سے پہلے قرآن حفظ نہ کیا ہو اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سند حاصل نہ کی ہو اسے دوسروں کی راہ نمائی کا کوئی حق نہیں'' [۱]

چند اہم اور جامع کتب کا ذکر ضروری ہے کہ طالب حقیقت ان کے مطالعہ سے جان لے کہ ان کتابوں کا خلاصہ کیا ہے اور جس نے ان کتب کو پڑھا نہ سنا اس کا تصوف پر تبصرہ اور یہ نتیجہ کہ تصوف غیر اسلامی ہے تو وہ اس اندھے کی طرح ہے جس نے ہاتھی دیکھے بغیر اس کیلئے کئی رائیں قائم کرلیں اور راہ صواب سے کوسوں دور جا پڑا اور ہدایت کے بدلے ضلالت کا اور یقین کے بدلے تشکیک کا سودا کرلیا جو سراسر خسارہ ہی خسارہ

۱۔قوت القلوب

Marfat.com

ہے، وہ کتب درج ذیل ہیں:

۱۔ کتاب الرعایہ — حضرت ابوعبداللہ حارث بن اسد المحاسبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۳ھ)

۲۔ کتاب الصدق — حضرت ابوسعید احمد بن عیسٰی الخزاز رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۸۶ھ)

۳۔ رسائل جنید — حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۸ھ)

۴۔ کتاب اللمع — حضرت ابونصر عبداللہ بن علی السراج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۷۸ھ)

۵۔ کتاب التعرف — حضرت امام ابوبکر بن ابی اسحٰق الکلاباذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ)

اس کتاب کے بارے میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

"لو لا التعرف لما عرف التصوف"

اگر "تعرف" نہ ہوتی تو علوم تصوف سے آگاہی نہ ہوتی

۶۔ قوت القلوب — حضرت امام ابوطالب محمد بن علیہ مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۶ھ)

۷۔ طبقات الصوفیہ — حضرت عبدالرحمٰن السلمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۱۲ھ)

Marfat.com

۸۔	حلیۃ الاولیاء	محدث شہیر حضرت امام ابونعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ)
۹۔	رسالۂ قشیریہ	حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم قشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۵ھ)
۱۰۔	کشف المحجوب	حضرت ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۵ھ)
۱۱۔	احیاء العلوم/ کیمیائے سعادت	حُجَّۃُ الاسلام امام ابوحامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۵۲۰ھ)
۱۲۔	غنیۃ الطالبین/ فتوح الغیب	غوث اعظم حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۱ھ)
۱۳۔	تذکرۃ الاولیاء	حضرت شیخ المشائخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۰ھ)
۱۴	عوارف المعارف	حضرت شیخ المشائخ عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۲ھ)
۱۵	فتوحات مکیہ/ فصوص الحکم	حضرت شیخ اکبر محی الدین بن العربی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۸ھ)

84281

Marfat.com

١٦	فوائد الفواد	حضرت مخدوم شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۵ھ)
١٧	الانسان الکامل	شیخ عبد الکریم الجیلی الشافعی القادری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۱۱ھ)
١٨	نفحات الانس	حضرت ملا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۸ھ)
١٩	طبقات الکبریٰ	امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۳ھ)
٢٠	رسالہ معارف لدنیہ، رسالہ تہلیلیہ/ مکتوبات	امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۳۴ھ)
٢١	القول الجمیل / انفاس العارفین/ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۸۰ھ)

کتبِ تصوف کی ایک بہت بڑی تعداد رسائل، ملفوظات اور تذکار پر بھی مبنی ہے۔ راقم الحروف نے طاق عدد کے پیشِ نظر اکیس کتابوں کا ذکر مع ان کے فاضل مصنفین کے اسماء گرامی کا جو اس علم میں شہرت کو پہنچیں اور جنہیں مقبول عام ہونے کا شرف ملا صرف تعارف پیش کیا ہے تاکہ کسی منکر کو حقائق دقائق معارف و انوار تصوف کے انکار کی گنجائش نہ رہے۔ ان کتابوں کے لکھنے والوں کے اسماء گرامی سے ہی خوب عیاں ہو جاتا ہے کہ تصوف اسلامی کا انکار وہی کرے گا جو علمی لحاظ سے یتیم ہے۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا شعر کیا خوب ہے:

لیس الیتیم الذی قدمات والدہ ان الیتیم یتیم العلم والادب

Marfat.com

یتیم وہ نہیں جس کا باپ مرجائے بلکہ یتیم وہ ہے جو علم وادب سے بے بہرہ ہو۔ان تمام تصانیف میں منکرین اور معاندین کے سبھی اعتراضات کا جواب بھی مفصل دلائل کے ساتھ موجود ہے مگر جس نے اس گلشن کی سیاحت ہی نہ کی تو مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں

اندھا کیا جانے گلشن کی بہار

اب میں پھر اپنے موضوع کی طرف لوٹتا ہوں اور ان کتب کے اندر جو اقوال مشائخ بیان کئے گئے ہیں جو معارف تصوف پر مبنی ہیں ان کا مختصر سا بیان حسب ذیل ہے:

تعریفات تصوف بزبان مشائخ:

(ا) وہ تعریفات جو انتہائی جامع اور دقائق پر مبنی ہیں کچھ یوں ہیں:

۱۔حضرت ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلتَّصوُّفُ تَرکُ کُلِّ حَظٍّ لِلنَّفْسِ

تصوف نفس کی ہر لذت کو چھوڑ دینا ہے

۲۔حضرت محمد بن احمد الکبریٰ کا ارشاد ہے:

اَلتَّصوُّف اِستِقَامَۃُ الاَحْوَالِ مَعَ الْحَقِّ

تصوف یہ ہے کہ تمام حالات ظاہری و باطنی حق تعالیٰ کے ساتھ وابستہ اور درست ہوں

۳۔علی بن بندار نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلتَّصوُّف اِسقاطٌ لِرُؤیَتِہٖ لِلْحَقِّ ظَاھِرًا وَّ بَاطِنًا

تصوف حق کیلئے خود کو دیکھنے کو ظاہر و باطن میں چھوڑ دینا ہے

Marfat.com

۴۔ حضرت حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

اَلتَّصَوُّف صَفَاءُ السِرِّ مِنْ كَدُوْرَةِ الْمُخَالَفَةِ

تصوف مخالفت کی کدورت (کفر و شرک کی آلودگیوں سے)

باطن کا پاک کرنا ہے

۵۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

"اَلتَّصَوُّفُ نَعْتٌ أقامَ الْعَبْدُ فِيهِ قِيلَ نَعْتٌ لِلْعَبْدِ اَمْ نَعْتُ الْحَقِّ فَقَالَ نَعْتُ الْحَقِّ حَقِيْقَةً وَنَعْتُ الْعَبْدِ رَسماً"

تصوف ایک صفت ہے جس میں بندہ قائم ہے کسی نے پوچھا کہ بندہ کی صفت ہے یا خدا کی آپ نے فرمایا وہ حقیقت میں خدا کی صفت ہے اور ظاہر (رسم میں) بندہ کی صفت ہے یعنی تصوف بندہ کی بشری صفت کے فنا ہونے کا تقاضا کرتا ہے"

۶۔ ابو عمر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

التصوف رُؤيَةُ الْكَوْنِ بِعَيْنِ النَّقْصِ بَلْ غَضُّ الطَّرْفِ عَنِ الْكَوْنِ

تصوف موجودات کو نقص کی نظر سے دیکھنا نہیں بلکہ آنکھ ان سے بند کر لینا ہے۔

۷۔ ابن جلاء رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

اَلتَّصَوُّفُ حَقِیقَةٌ لا رَسْمَ لَهُ

تصوف ایک ایسی حقیقت ہے جس کی ظاہری تعریف کوئی نہیں

۸۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلتَّصَوُّفُ مَبْنِیٌّ عَلٰی ثَمَانِ خِصَالٍ السَّخَاءِ وَالرِّضَاءِ وَالصَّبْرِ وَالْاِشَارَةِ وَالْغُرْبَةِ وَلُبْسِ الصُّوفِ وَالسِّیَاحَةِ وَالْفَقْرِ

تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے سخا، رضا، صبر، اشارات، غربت لباس صوف، سیاحت اور فقر اور یہ سب رسولوں کی اقتداء خصائل کا خلاصہ ہے۔

۹۔ حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں:

"اَلتَّصَوُّفُ خُلُقٌ فَمَنْ زَادَ عَلَیْکَ فِی الْخُلُقِ زَادَ عَلَیْکَ"

تصوف خوش خلقی ہے پس جو شخص خوش خلقی میں تجھ سے زیادہ ہے وہ تصوف میں تجھ سے بڑھ کر ہے

۱۰۔ ارشاد ہے:

"اَلتَّصَوُّفُ حِکَایَةٌ لِلصَّفَاءِ بِلَا شِکَایَةِ

بلاشبہ تصوف بدونِ شکایت صفائے باطنی کی حکایت ہے

(ب) وہ تعریفات جو عام فہم اور واضح ہیں

۱۔ ابو حفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

اَلتَّصَوُّفُ کُلُّہٗ اٰدَابٌ وَلِکُلِّ وَقْتٍ اٰدَابٌ وَلِکُلِّ مَکَانٍ اٰدَابٌ وِلِکُلِّ حالٍ اٰدَابٌ

تصوف سب کا سب ادب ہے کہ ہر وقت مکان اور حال کے لئے آداب ہیں

۲۔ ابوالحسن احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

لَیْسَ التَّصَوُّفُ رُسُوْماً وَّلَا عُلُوْماً وَّلٰکِنَّہٗ اَخْلَاقٌ

تصوف رسوم اور علوم کا نام نہیں بلکہ وہ تو اخلاق (حسنہ) ہیں

۳۔ حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

التَّصَوُّفُ حُسْنُ الْخُلُقِ

تصوف اخلاق حسنہ ہے

۴۔ ابوعلی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

التَّصَوُّفُ ھُوَالْاَ خْلَاقُ الرَّضِیَّۃُ

تصوف تو پسندیدہ اخلاق کا نام ہے۔

۵۔ ارشاد ہے:

"مَنْ صَفَاہُ الْحُبُّ فَھُوَ صَافٍ وَمَنْ صَفَاہُ الْحَبِیْبُ فَھُوَ صُوْفِیٌّ"

جسے محبت الٰہی صاف کردے وہ صاف باطن ہے اور جسے محبوب حقیقی یعنی حق تعالیٰ صاف کردے وہ صوفی ہے۔

Marfat.com

مذکورہ عبارات واقوال سے واضح ہو گیا کہ تصوف اخلاق حسنہ کا نام ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم [1]

بلاشبہ آپ ﷺ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں

اخلاق خلق کی جمع ہے قاموس میں ہے خلق کے معنی خصلت وطبع کے ہیں صراح میں خلق کے معنی پسندیدہ خصلتوں اور حسن سلوک کے ہیں اور اگر بفتح (زبر کے ساتھ) پڑھیں تو معنی صورت ظاہری کے ہیں تو آیت کا مفہوم واضح ہے کہ سیرت ہو یا صورت آپ ﷺ کی بڑی ہی بلند شان ہے۔

کمالات میں جو کچھ خزانۂ قدرت اور مرتبۂ امکان میں متصوّر رہے وہ سب تمام آپ ﷺ کو حاصل ہیں اور تمام انبیاء ومرسلین علیھم السلام آپ کے آفتابِ کمال کے چاند اور انوارِ جمال کے مظاہر ہیں امام **بوصیری** رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

فَاِنَّہٗ شَمۡسُ فَضۡلٍ ھُمۡ کَوَاکِبُھَا [2]

یُظۡھِرۡنَ اَنۡوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

بلاشبہ آپ ہی فضل ربانی کے مہر درخشاں ہیں اور وہ سب (انبیاء) آپ کے تارے ہیں جن کے انوار تاریکیوں میں لوگوں کے لئے مشغل نور ہوئے، سب بارگاہ

۱۔پ۲۹: سورۃ القلم ۲۔قصیدہ بردہ شریف

Marfat.com

نبوی ﷺ کے خوشہ چین اور آپ کے بحرِ فضل کا ایک قطرہ ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"بُعِثْتُ لِاُ تَمِّمَ حُسْنَ الاَ خْلاَقِ" ۱؎

میں اخلاق حسنہ کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَکَارِمِ الْاَ خْلاَقِ وَ کَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَ فْعَالِ

بلا شبہ اللہ کریم نے مجھے پسندیدہ اخلاق کی تکمیل اور اچھے افعال کو درجہ کمال تک پہنچانے کے لئے بھیجا ہے۔ ۲؎

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ کے بارے میں آپ رضی اللہ عنھا سے پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا:

"کَانَ خُلُقُهٗ الْقُرآن"

کہ آپ کا اخلاق قرآن ہے۔ ۳؎

اور اس کے ظاہری معنی واضح ہیں کہ جو کچھ قرآن کریم میں مکارمِ اخلاق اور صفات محمودہ بیان کی گئی ہیں آپ ان سب سے متصف ہیں۔

عوارف المعارف میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے" آپ نے

۱۔موطا ۲۔شرح السنۃ ۳۔ترمذی

Marfat.com

فرمایا کہ آپ کے اخلاق کو عظیم واعلیٰ اس لئے کہا گیا کہ آپ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تھے بعض حضرات کا یہ قول بھی ہے کہ آپ نے اپنے اخلاق سے لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت کا التزام فرمایا لیکن اپنے دل کے ساتھ ان سے الگ رہے یہی وہ بات ہے جو بعض صوفیہ نے تصوف کی حقیقت اور اس کے معنی میں بیان کی ہے یعنی

''اَلْخُلُقُ مَعَ الْخُلْقِ وَالصِّدْقُ مَعَ الْحَقِّ''

''مخلوق کے ساتھ حسن اخلاق اور اللہ کے ساتھ خلوص''

ایک قول یہ بھی ہے

''تقویٰ کا لباس پہننا اور اخلاق الٰہیہ کو اپنانا خلق عظیم ہے''

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو حسن اخلاق کی دعوت دی ہے چند ارشادات عالیہ حسب ذیل ہیں۔

۱. اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقاً

بے شک میرے نزدیک تم میں سے سب سے بڑھ کر محبوب وہ ہے جو تم میں سے اچھے اخلاق والا ہے۔[1]

۲. اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقاً

بلا شبہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو تم سے اچھے اخلاق والا ہے۔[2]

۱۔ صحیح مسلم کتاب الاداب ۲۔ صحیح مسلم

Marfat.com

۳. اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلْقِ

نیکی حسن اخلاق کا نام ہے[۱]

۴. اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤمِن یَوْمَ الْقِیَامَۃِ خُلُقٌ حَسَنٌ

بے شک قیامت کے روز مومن کی میزان میں جو سب سے بھاری چیز رکھی جائے گی وہ حسن اخلاق ہے۔[۲]

۵. اَحْسِنْ خُلُقَکَ لِلنَّاسِ یَآ مُعَاذ ابْنُ جبل

اے معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا۔[۳]

جب حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات اخلاق حسنہ کی رفعتوں پر فائز ہے اور آپ کی بعثت کا مقصد اخلاق عالیہ کی ترویج و تکمیل ہے اور آپ نے حسن اخلاق کی دعوت دی ہے تو جمہور مشائخ متقدمین و متاخرین نے تصوف کو نہ صرف بطور اخلاق حسنہ مراد لیا ہے بلکہ ان کے نزدیک تصوف ایک مکمل ضابطہ اخلاق ہے جیسا کہ ہم اقوال مشائخ کے حوالے سے اوپر لکھ آئے ہیں تو تصوف کا سرچشمہ قرآن ہے سیرت نبوی ہے اخلاق رسول کی پیروی ہے تو یہ اسلام سے متصادم کیسے ہو گیا اور یہ بات وہی کہے گا جو احوال تصوف سے مکمل بیگانہ ہے اور سلف و خلف کی عباراتِ تصوف سے نابلد ہے۔

۱۔ مشکوۃ (ترمذی)　۲۔ صحیح مسلم　۳۔ مؤطا امام مالک رضی اللہ عنہ

Marfat.com

مخدوم ابوالحسن سیدنا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں رقمطراز ہیں:

''تصوف پسندیدہ اخلاق ہیں اور اخلاق حسنہ تین طرح ہیں

۱۔اللہ کے ساتھ نیک برتاؤ اور یہ ریاکاری کے بغیر احکام کی تکمیل سے حاصل ہوتا ہے۔

۲۔مخلوق کے ساتھ نیک برتاؤ اور یہ بزرگوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت اور اپنے برابر کے لوگوں سے مساویانہ سلوک اور کسی طمع کے بغیر سب کے ساتھ منصفانہ سلوک سے حاصل ہوتا ہے۔

۳۔اپنی ذات کے ساتھ نیک برتاؤ اور یہ خواہشِ نفس کی متابعت نہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

اور جو شخص اپنے آپ کو ان تین امور میں درست کر لے وہ ہی نیک خلق ہوتا ہے۔

قسم اول پر تبصرہ: (اللہ کے ساتھ نیک برتاؤ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱ . وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

نہیں حکم دیے گئے مگر یہی کہ اللہ کی عبادت کریں اور خالص اسی کی اطاعت کریں [۱]

۱۔پ۳۰۔سورت البینۃ

Marfat.com

۲۔ اَلَالِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ

آ گاہ رہو کہ اطاعت خالص اللہ ہی کے لئے ہے [۱]

۳۔ لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُخْلِصُوْنَ ○

ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہم تو اسی کے لئے خالص عمل کرتے ہیں۔ [۲]

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اخلاص یہ ہے کہ اپنی اطاعت اور عمل کو خالص اللہ ہی کے لئے کرے اور اطاعت میں کسی کو اس کا شریک نہ بنائے اور اس کے کسی عمل میں ریا کاری نہ ہو"

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

لوگوں کی خاطر یا لحاظ سے عمل کرنا شرک ہے اور لوگوں کی خاطر اس کا ترک کرنا ریا ہے اخلاص یہ ہے کہ تمہیں خوف لگا رہے کہ اللہ ان دونوں باتوں کی سزا دے گا"

حضرت حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"ظاہر و باطن کی یکسانیت کا نام اخلاص ہے"

سہل بن عبد اللہ تسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اپنے نیک اعمال کو کم تر اور حقیر سمجھنا اخلاص ہے"

۱۔ پ۲۳۔ الزمر   ۲۔ پ۱، البقرہ

Marfat.com

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

''اخلاص اللہ اور اس کے نیک بندے کے درمیان راز ہے جس سے نہ کوئی فرشتہ واقف ہے کہ اسے لکھ سکے اور نہ شیطان کو اس کا علم کہ بندے کو اخلاص سے روک سکے''

اللہ کریم اپنی کتاب مبین میں ارشاد فرماتا ہے:

لَن يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِن يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُم[1]

اللہ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت خون نہیں پہنچتا اور ہاں اسے تمہارا خلوص پہنچتا ہے۔

اور ریاکاری کی مذمت میں ارشاد باری ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَآؤُونَ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ [2]

ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غافل ہیں جو دکھاوا کرتے ہیں اور معمولی استعمال کی شے سے روک رکھتے ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔پ۱۷ سورت الحج ۲۔پ۳۰ آل عمران

Marfat.com

وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوا کُسَالٰی یُرَا وونَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلاً ۔۱

جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں محض لوگوں کے دکھانے کے لئے اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر کم۔

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کُنَّا نَعُدَّ الرِّیَاءَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَشِرْ کِ الْاِ صْغَرْ ۔۲

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں ہم ریا کو شرک اصغر جانتے تھے

ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَاَ نَا مِنْہُ بَرِیٌٔ وَھُوَ الَّذِیْ اَشْرَکَ

میں اس شخص سے بیزار ہوں جس نے کسی کی خاطر عمل کیا (یعنی ریاکاری کی)
اور یہی ہے جس نے شرک کیا

مسند امام احمد رضی اللہ عنہ میں ہے:

مَنْ صَلّٰی یُرَ ای فَقَدْ اَشْرَکَ

جس نے دکھلاوے کی نماز پڑھی تو بلاشبہ اس نے شرک کیا

قسم ثانی پر تبصرہ (مخلوق سے نیک برتاؤ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔پ۵۔سورۃ النساء ۲۔ابن ابی الدنیا، طبرانی اور حاکم

Marfat.com

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔[1]

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا:

انصاف تو یہ ہے کہ آدمی لا الہ الا اللہ کی گواہی دے اور نیکی فرائض کا ادا کرنا ہے اور دوسرے کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور اگر وہ مومن ہو تو اس کے برکات ایمان کی ترقی تمہیں پسند ہو اور اگر وہ کافر ہو تو تمہیں یہ پسند آئے کہ وہ تمہارا اسلامی بھائی بن جائے ایک اور قول ہے کہ انصاف توحید اور نیکی اخلاص ہے ایک قول ہے عدل کا حکم باہم انصاف ومساوات ہے اقوال وافعال میں دوسری سے بھلائی کرو اور احسان سے مراد برائی کا بدلہ بھلائی سے دو۔[2]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ ۔[3]

اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا۔

☆ یعنی اللہ کے بندوں کے ساتھ بھلائی کرو۔[4]

۱۔پ۱۴۔النحل ۲۔تفسیر مظہری، ابن کثیر، روح المعانی ۳۔پ۲۰۔القصص
۴۔تفسیر مظہری

Marfat.com

مزید ارشاد کریم ہے:

وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۔[1]

اور اے حبیب مومنوں سے شفقت فرمائیں

☆ یعنی مومنوں کو اپنے کرم سے نوازیئے ۔[2]

مزید ارشاد ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۔[3]

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو

مزید ارشاد ہے:

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ ۔[4]

انہوں نے باہم صبر اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں

یعنی مومنین ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کریں

یہ پانچ آیات مخلوق سے نیک برتاؤ پر مختصراً تحریر کی ہیں ورنہ اللہ کی کتاب میں اس حوالے سے ذکر کثیر ہے۔

اب پانچ احادیث شریف پیش ہیں جو واضح کریں گی کہ تصوف کے اس شعبہ اخلاق کی بنیاد کس قدر قوی ہے اور اسلام کی معاشرتی تعلیم کا ایک اہم اور سنہری باب ہے:

۱۔(پ۱۴۔الحجر) ۲۔(روح المعانی) ۳۔(پ۶۔المائدہ) ۴۔(پ۳۰۔البلد)

۴۔(پ۳۰۔البلد)

Marfat.com

۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَیۡسَ مِنَّامَن لَّمۡ یَرۡحَمۡ صَغِیۡرَنَا وَلَمۡ یُوَقِّرۡ کَبِیۡرَنَا وَیَاۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡهَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ۔[۱]

وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا ادب (عزت) نہ کرے اور نیک باتوں کا حکم نہ دے اور بری باتوں سے نہ روکے۔

۲۔ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنۡزِلُوۡا النَّاسَ مَنَا زِلَهُمۡ۔[۲]

لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق سلوک کرو

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اَلۡخَلۡقُ عِیَالُ اللّٰهِ فَا حَبُّ الۡخَلۡقِ اِلَی اللّٰهِ مَنۡ اَحۡسَنَ اِلٰی عِیَالِهٖ۔[۳]

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس مخلوق میں اللہ کو وہ سب سے زیادہ محبوب و پسند ہے جو اس کے کنبہ سے اچھا سلوک کرے

۴۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ ترمذی ۲۔ ابوداؤد ۳۔ بیہقی شعب الایمان

Marfat.com

مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْداً لِلّٰهِ اِلَّا اَکْرَمَ رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ

جس نے محض اللہ کے لئے کسی بندے سے محبت رکھی تو گویا اس نے اپنے پروردگار کی تکریم کی۔ ا

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ

بلاشبہ اللہ کریم قیامت کے روز فرمائے گا کہ میرے اجلال کے باعث باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں کہ انہیں اپنے کرم کا سایہ دوں جبکہ آج میرے کرم کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔ ۲

امام بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

"اَلتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ"

لوگوں سے محبت و شفقت اور حسن سلوک عقل کا نصف ہے

☆ اور اس سے واضح ہے کہ یہ حصہ صرف صوفیاء کو ہی ملا ہے اور ان کا چلن یہی ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

قسم ثالث

اپنی ذات کے ساتھ نیک برتاؤ

ا۔ مسند امام احمد ۲۔ صحیح مسلم شریف

Marfat.com

صوفیاء کے نزدیک یہ نیک برتاؤ نفس کی مخالفت ہے تو نفس کیا ہے لغت کی رو سے نفس کسی چیز اور اس کی حقیقت اور ذات ہے جبکہ معنی میں لوگ مختلف الاقوال ہیں کسی کے نزدیک روح اور کسی کے نزدیک خون اور کسی کے نزدیک جسم ہے لیکن صوفیاء کے نزدیک نفس منبع شر اور برائی کا راہ نما ہے اور جمہور صوفیاء اس پر متفق ہیں جبکہ ایک طبقہ کا خیال ہے کہ یہ ایک عین چیز ہے جو جسم میں روح کی طرح ودیعت کی گئی ہے اور ایک طبقہ کا خیال ہے کہ یہ زندگی کی طرح جسمانی صفت ہے مگر جمہور اس پر متفق ہیں کہ اخلاق رذیلہ خبیثہ کا اظہار نفس کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔

حضرت مخدوم ابوالحسن علی ہجویری رضی اللہ عنہ نے کشف المحجوب میں کیا خوب تحریر فرمایا:

''نفس کے سبب جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں وہ دو قسم ہیں''

ا۔ گناہ کے کام اور برے افعال

۲۔ اخلاق رذیلہ جیسے تکبر و حسد و بخل و کینہ اور غصہ

ریاضت اور مجاہدہ سے ان برے اوصاف کو دفع کیا جا سکتا ہے گناہ اوصاف ظاہری میں سے ہیں اور برے اخلاق اوصاف باطنی میں سے ہیں، ریاضت افعال ظاہری میں سے ہے اور توبہ اوصاف باطنی میں سے ہے پس جو ردی اوصاف باطن میں پیدا ہوتے ہیں وہ ظاہر کے اچھے اوصاف سے پاک ہو جاتے ہیں اور جب بد افعال ظاہر میں پیدا ہوتے ہیں وہ باطن کے پسندیدہ صفات سے دور ہو جاتے ہیں اور نفس اور روح دونوں

Marfat.com

جسم میں اعیان لطیفہ میں سے ہیں یعنی غیر محسوسہ ہیں ۔(اعیان لطیفہ لطائف ستہ میں سے ہیں یعنی نفس، قلب، روح، سر، خفی اور اخفی اور یہ سب عالم امر سے متعلق ہے جبکہ دوسرا عالم عالم خلق ہے جو محسوسات عالم ہے اور مادی ہے) جیسا کہ عالم میں شیاطین، ملائکہ، جنت اور جہنم لیکن ان دو میں سے ایک روح محل خیر جبکہ دوسرا نفس محل شر جس طرح محسوسات میں سے آنکھ محلِ نظر ہے اور کان محلِ سماعت اور زبان محلِ ذائقہ ایسے ہی دوسرے اعیان محسوسہ اور اوصاف اور اعراض ہیں جو جسم انسانی میں ودیعت کیے گئے ہیں ۔پس اس نفس کی خواہشات کی مخالفت تمام عبادات کا اصل اور مجاہدات کا کمال ہے اور بندہ سوائے مخالفت نفس کے حق تعالیٰ کی طرف راہ نہیں پا سکتا اس لئے نفس کی موافقت بندہ کی ہلاکت اور ااس کی مخالفت بندہ کی نجات کا باعث ہے اللہ کریم نے نفس کی موافقت کی مذمت کی اور مخالفت کا حکم دیا''

چند اقوال

۱۔ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

آفات کے آنے کی ایک وجہ خواہش نفس کی پیروی ہے

۲۔حضرت ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

جس شخص کو نفسانی باتیں اچھی لگیں وہ نفس کے عیوب کو نہیں دیکھ سکتا۔عیب تو وہ دیکھے گا جس کے نزدیک ہر حالتِ نفس مشتبہ ہے۔

۳۔ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

"نفس سراسر ظلمت و تاریکی ہے اور اس کو روشن کرنے والا اخلاص ہے اور اخلاص کا نور توفیق الٰہی ہے۔"

۴۔حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مخلوق میں فساد پیدا کرنے والی چھ باتیں ہیں ان میں ایک خواہشات نفس کی پیروی ہے۔

۵۔محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

راحت خواہشات نفس سے نجات میں ہے۔(**غنیۃ الطالبین**)

۶۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

"اَسَاسُ الْکُفْرِ قِیَامُکَ عَلٰی مُرادِ نَفْسِکَ"

کفر کی بنیاد تیرا نفس کی مراد (خواہش) پر قائم ہونا ہے

۷۔حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

"اَلنَفْسُ صِفَۃٌ لَا تَسْکُنُ اِلَّا بِالْبَاطِلِ"

نفس ایک ایسی صفت ہے جو صرف باطل سے ہی سکون پاتی ہے

۸۔حضرت محمد بن علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نوادر الاصول فرماتے ہیں:

تُرِیْدُ اَنْ تَعْرِفَ الْحَقَّ مَعَ بَقَاءِ نَفْسِکَ فِیْکَ وَ

Marfat.com

نَفُسُکَ لَا تَعُرِفُ نَفُسَهَا فَکَیُفَ تَعُرِفُ غَیُرَهَا

تو خدا کو پہچاننا چاہتا ہے جبکہ تیرے اندر تیرا نفس باقی ہے (فنا نہیں ہوا) اور تیرا نفس خود کو نہیں پہچانتا تو وہ غیر کو کیسے پہچانے گا۔

۹۔ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

اَلنَّفُسُ خَائِنَةٌ مَانِعَةٌ وَ اَفُضَلُ الْاَعُمَالِ خِلَافُهَا

نفس امانت میں خیانت کرنے والا اور حق کی متابعت سے روکنے والا ہے اور افضل ترین عمل نفس کی مخالفت ہے

۱۰۔ حضرت مخدوم ابوالحسن علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَنَّ النَّفُسَ کَلُبٌ بَاغٍ وَ جِلُدُ الْکَلُبِ لَا یَطُهُرُ اِلَّا بِالدِّبَاغِ

بلا شبہ نفس ایک سرکش کتا ہے اور کتے کا چمڑا دباغت (رنگنے) کے بغیر پاک نہیں ہوسکتا۔[1]

احکام کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَمَّا مَنُ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَی النَّفُسَ عَنِ الْهَوٰی ہ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاوٰی ہ[2]

اور جو اپنے رب کے حضور ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی (اس کا) ٹھکانا ہے۔

۱۔ کشف المحجوب ۲۔ پ ۳۰، النازعات

Marfat.com

۲. وَلاَ تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط

(اے داؤد علیہ السلام)۔۔۔اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے

اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔۔[1]

☆ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمایا کہ اپنے نفس سے عداوت رکھیں کیونکہ میری محبت اس کی عداوت میں ہے

۳. وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَنْ

رَحِمَ رَبِّيْ

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بے شک نفس تو برائی کا بڑا

حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا پروردگار رحم کرے۔[2]

سیدنا یوسف علیہ السلام کا انکسار اور تواضع ہے مگر نفس کی حقیقت کھول کر بیان کردی ہے کہ نفس تو اَمّار ہے یعنی اَمّار بروزن فَعّال ہے بڑا ہی برائی کا حکم دینے والا ہے

۴۔ وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ط

اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے۔[3]

یہ بلعم باعور اسرائیلی تھا جو جبارین میں سے تھا جو حرص دنیا میں گرفتار ہو گیا جس کو نصیحت مفید نہ ہوئی اور خواہشات کی پیروی نے اسے برباد کر دیا۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ

۱۔پ۲۳: سورہ ص ۲۔پ۱۳، سورہ یوسف ۳۔پ۹، الاعراف

Marfat.com

۵۔ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ
اور جو برائی پہنچے وہ تیرے اپنے نفس کا کیا ہے یعنی برائیوں کا سبب شامت نفس ہے۔ [۱]

فرمودات رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے چند ارشادات حسب ذیل ہیں:

۱۔ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ لَا یُوْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تبعاً لِّمَا جِئْتُ بِہٖ۔ [۲]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس کے تابع نہ ہو جائے۔ جو میں لایا ہوں۔ (کتاب وسنت)

۲۔ ارشاد نبوی ہے:

اَلْفَاجِرُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ وَ تَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ
فاجر وہ ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اور اللہ سے امید رکھے۔ [۳]

۳۔ ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے:

لَیْسَ الشَّدِیْدُ مَنْ غَلَبَ النَّاسَ انما الشَّدِیْدُ مَنْ غلب نفسہ

۱۔ پ۵، النساء ۲۔ صحیح مسلم، مشکوۃ ۳۔ من جوامع الکلم

Marfat.com

بہادر وہ نہیں جو لوگوں پر غالب ہو بلکہ بہادر وہی ہے جو اپنے نفس پر غالب ہو۔[1]

۴۔ عن ابی ہریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِى يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلوان (شجاع) وہ نہیں جو مدمقابل کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔[2]

۵۔ عن سلمة بن الاکوع رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ لَايَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى يُكْتَبُ فِى الْجَبَّارِيْنَ فَيُصِيْبُهٗ مَا اَصَابَهُمْ۔[3]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی برابر اپنے نفس کی متابعت کرتا رہتا ہے (یا اس کے ساتھ چلتا رہتا ہے) یہاں تک کہ جبارین (متکبرین) میں لکھ لیا جاتا ہے اور پھر انہی کے انجام کو پہنچ جاتا ہے

۱۔ من جوامع الکلم ۲۔ متفق علیہ ۳۔ ترمذی

Marfat.com

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وشُحٌّ مُطَاعٌ و اعْجَابُ الْمَرءِ بِنَفْسِهٖ وَ هِيَ اَشَدُّهُنَّ"

تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں:

ا۔ خواہشات کی پیروی ۲۔ طمع کی پیروی

۳۔ آدمی کا خود پر گھمنڈ کرنا (تکبر کرنا) اور یہ سب سے سخت ترین ہے۔[1]

۷۔ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی طویل حدیث میں سے ایک ارشاد نبوی یہ ہے:

بِئسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهٗ بِئسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهٗ

برا بندہ ہے وہ جس کو خواہشات نفسانی گمراہ کرے اور برا بندہ وہ ہے وہ جس کو خواہشات ذلیل کر دیں۔[2]

۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

جہنم کو خواہشات کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے اور مسلم شریف میں حُجِبَتْ کی بجائے حُفَّتْ کے الفاظ آئے ہیں "گھیرا گیا ہے"[3]

۹۔ ارشاد نبوی ہے:

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ

ا۔ بیہقی شعب الایمان ۲۔ ترمذی، بیہقی، شعب الایمان ۳۔ متفق علیہ

Marfat.com

مجاہد کامل وہ ہے جو اطاعت الٰہی میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔[1]

۱۰۔ارشاد نبوی ہے:

حُبُّ الدُّنیَا رَاسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ

دنیا کی محبت (جو نفس کا سب سے بڑا مطالبہ ہے) ہر برائی کی جڑ ہے۔[2]

اخلاق حسنہ کے حوالے سے ہم تینوں اقسام وشعبہ جات پر کتاب وسنت کی روشنی میں پوری تفصیلی بات کر آئے ہیں اور یہ ہمارے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ اسلامی تصوف کی بنیاد کتاب الٰہی اور سنت نبوی ﷺ ہے اور یہ چشمہ وحی الٰہی سے جاری وساری ہوا ہے اور اس کی بنیاد سائنس یا فلسفہ پر ہرگز نہیں جو صرف عقلیت پسند ہے مذہب کی بنیاد وحی الٰہی ہے جس میں عقل کو کوئی دخل نہیں اور اللہ کی کتاب کی دعوت اس تناظر میں حسب ذیل ہے۔

۱۔تعلق باللہ (یعنی کیا اللہ سے رابطہ وتعلق ممکن ہے اور کیونکر؟)

۲۔ایمان باللہ مع محبت الٰہی ۳۔اللہ ورسول کی اطاعت

قسم اول: (تعلق باللہ)

ذات باری سے تعلق کے بارے میں خود فرمان الٰہی ہے:

۱۔متفق علیہ ۲۔زرین، بیہقی

Marfat.com

۱۔ ''وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِیَعْبُدُوْنَ'' [۱]

اور نہیں پیدا کیا میں نے جنوں اور انسانوں کو مگر اس لئے کہ میری بندگی کریں

حضراتِ مفسرین رضی اللہ عنہم کے نزدیک اِلَّالِیَعْبُدُوْنَ کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے اَیْ لِیُطِیْعُوْنَ یعنی ہماری اطاعت کریں جبکہ ایک قول یہ بھی ہے اَیْ لِیَعْرِفُوْن یعنی ہماری معرفت حاصل کریں اور معرفت نام ہے عرفان کا پہچان کا اور تعلق و رابطہ کا:

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

۲۔ ''فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا [۲]

تو جو کوئی اپنے پروردگار کی ملاقات کی آرزو رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ نیک اعمال بجالائے اور اپنے پروردگار کی بندگی (عبادت) میں کسی کو شریک نہ کرے۔

یہ آیت تعلق باللہ اور لقائے الٰہی کو ثابت کر رہی ہے کہ یہ بالکل ممکن ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ اعمال صالحہ اور خالص اسی کی بندگی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

۳۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ [۳]

۱۔پ۲۷۔الذاریات ۲۔پ۱۶۔الکھف ۳۔پ۲۱۔العنکبوت

Marfat.com

''اور وہ لوگ جو ہم تک رسائی کے لئے کوشش کرتے ہیں ہم بالضرور انہیں ہدایت دیں گے اپنی راہوں کی''

☆یعنی لقائے الٰہی کے لئے مجاہدہ سے بعون الٰہی راہیں کھل جائیں گی

۴۔ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اُجِیبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔[1]

دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے

☆دعا عرض حاجت ہے اور اجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر فرماتا ہے لَبَّیکَ عَبدِیْ میرے بندے میں موجود ہوں

۵۔مزید ارشاد ہے:

اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۔[2]

مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا

یہ پانچوں آیات تعلق باللہ کو ثابت کر رہی ہیں اور یہ تصوف اسلامی کے حوالے سے صوفیاء کا بنیادی مقصود ہے اب کچھ وہ آیات نظر قارئین ہیں جن میں (۱) معیتِ الٰہی (۲) قُربِ الٰہی (۳) رُویتِ الٰہی کا ذکر ہے جو لقائے الٰہی اور تعلق باللہ کو مزید واضح کر دے گا:

۱۔معیت الٰہی

۱۔پ۲۔البقرہ

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَھُوَ مَعَکُمۡ اَیۡنَمَا کُنۡتُمۡ[1]

اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں ہو۔

یعنی وہ علم وقدرت کے ساتھ عموماً اور فضل ورحمت کے ساتھ خصوصاً تمہارے ساتھ ہے۔

۲۔ لَاتَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا[2]

جب آپ ﷺ اپنے دوست (حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرماتے تھے: ''غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے''

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

بے شک اللہ تعالیٰ بالضرور نیکوں کے ساتھ ہے

☆ یعنی ان کی مدد اور نصرت فرماتا ہے

۴۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡ وَّالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ[3]

بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں

۵۔ قَالَ لَا تَخَافَا اِنَّنِیۡ مَعَکُمَا اَسۡمَعُ وَاَرٰی

اللہ نے (حضرت موسیٰ و ھارون علیہما السلام سے) فرمایا تم دونوں ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں

۱۔ پ ۲۷۔ الحدید ۲۔ پ ۱۰۔ التوبہ ۳۔ پ ۱۴۔ النحل

Marfat.com

۲۔قُرب:

ارشاد باری ہے:

ا .وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ

اوراے حبیب مکرم ﷺ جب آپ سے میرے بندے میرا
پوچھیں تو میں قریب ہوں

یعنی اللہ کے بندوں کو بتاؤ کہ اللہ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اس کے دور والے سے ضرور بُعد رکھتی ہے اور اللہ سب بندوں سے قریب ہے مکانی کی یہ شان نہیں منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔

دوست نزدیک تر از من بمین است   ویں عجب تر کہ من ازوے دورم

۲۔ارشاد باری ہے:

اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۔۱

بے شک میرا رب قریب ہے دُعا سننے والا

۳.وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد ۔۲

اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں

۴. وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْکُمْ وَلٰکِنْ لَّاتُبْصِرُوْنَ ۔۳

ا۔پ۱۲۔ھود   ۲۔پ۲۶۔ق   ۳۔پ۲۷۔الواقعہ

Marfat.com

اور ہم اس سے زیادہ قریب ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں

۵. اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔[۱]

بے شک اللہ کی رحمت نیکوں کے قریب ہے

۳۔ رویت الٰہی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱. وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔[۲]

اور خود تم میں (نشانیاں ہیں) تو کیا تم دیکھتے نہیں

۲. قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۔[۳]

(حضرت موسیٰ علیہ السلام) نے عرض کی اے میرے پروردگار مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا۔

تفسیر خازن میں ہے کہ کلام ربانی کی لذت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیدار کا آرزومند بنایا تو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا کیونکہ آنکھ سے کوئی بشر دنیا میں مجھے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر اللہ کریم نے یہ

۱۔پ۱۸۔الاعراف ۲۔پ۲۶۔الذاریات ۳۔پ۹۔الاعراف

Marfat.com

نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں اور اثبات رویت باری سے اس سے بخوبی واضح ہے اگر چہ دنیا میں اس کا وقوع نہ ہو دوسرے اللہ نے فرمایا پہاڑ دیکھو اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تو جلد مجھے دیکھ لے گا۔ یہ ارشاد ہی رویت کے ممکن ہونے پر فِیْ نَفْسِہٖ دلیل ہے اس لئے کہ پہاڑ کا برقرار رہنا امر ممکن ہے محال نہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا جعلہ دکاء اسے پاش پاش کر دیا تو جو چیز مجعول ہو اور جس کو وہ موجود فرمائے ممکن ہے اور جو چیز امر ممکن (فَسَوْفَ تَرَانِیْ) پر مُعلّق کی جائے وہ بھی ممکن ہوتی ہے ہرگز محال نہیں ہوتی لہٰذا ان لوگوں کا قول باطل ہے جو دیدار الٰہی کو محال کہتے ہیں مزید یہ کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ نبی مرسَل اولوالعزم رسول اور کامل عارف باللہ ہیں اگر انکے نزدیک یا ویسے ہی دیدار ایسے ممکن نہ ہوتا تو آپ دیدار کا سوال ہرگز نہ کرتے آپ کا سوال کرنا ہی ممکن ہونے کی قوی دلیل ہے جس کا انکار محال ہے رہا یہ اعتراض کہ ارشاد باری ہے لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَار آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں تو ادراک کے معنی ہیں مرئی کے جوانب وحدود پر واقف ہونا اور اسی کو احاطہ کہتے ہیں جبکہ ذاتِ باری حدود و جہات سے پاک ہے۔ ادراک کی یہی تفسیر حضرت سعید ابن مسیّب اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے اور منکرین ادارک و رویت میں فرق نہیں کرتے جبکہ رویت اشیاء و موجودات بغیر کیفیت و جہت کے نہیں ہو سکتی اور آخرت میں تو مومنین کے لئے دیدار الٰہی اس آیت سے واضح اور روشن ہے

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ[1]

"اس دن تر و تازہ چہرے اپنے پروردگار کو دیکھتے ہوں گے

[1] پ ۲۹ القیامۃ

Marfat.com

رہی حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا جس میں نفی ہے تو جاننا چاہیئے نفی مثبت پر مقدم نہیں ہوتی کہ نافی نے سنا نہیں یا اسے خبر نہ پہنچی جبکہ حدیث عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما مثبت ہے اور آیت، مذکورہ سے ام المومنین رضی اللہ عنھا کا اپنا استنباط ہے وہ حضور اکرم ﷺ سے نقل نہیں فرماتی ہیں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی حدیث مثبت کے شدومد سے قائل ہیں

قَدْ جَآءَ كُم بَصَائِرُ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَاوَمَااَنَاعَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ [1]

تمھارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں۔

بصیرت نفس کی بینائی اور بصر جسمانی آنکھ کی بینائی ہے یعنی جو دلیل سے کام لے گا حق کو دیکھے گا اور اس پر ایمان لائے گا دیکھنے والے کا اپنا فائدہ اور اندھے کے لئے اپنا ہی نقصان ہے۔ ابصر کے مقابل عمی کا لفظ توجہ طلب ہے۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا [2]

اور جو اس زندگی میں اندھا ہو، وہ آخرت میں اندھا ہے، اور اور بھی زیادہ گمراہ

---

[1] پ ۷۔ الانعام [2] پ ۱۵۔ بنی اسرائیل

Marfat.com

یعنی جو شخص اس دنیا میں دلائل توحید وحق کو دیکھنے سے نابینا ہے تو وہ آخرت میں زیادہ اندھا ہے اور ایک قول ہے کہ اعمٰی سے مراد یہاں عقل کا اندھا ہے

فَلَمَّا اَتٰهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ

پھر جب آگ کے پاس آیا ندا فرمائی گئی اے موسیٰ (علیہ السلام)

بے شک میں تیرا پروردگار ہوں

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک درخت کو سرسبز وشاداب دیکھا جو مکمل روشن تھا جتنا قریب ہوتے وہ دور ہوتا اور جب رک جاتے وہ قریب ہوتا اس وقت ذات حق نے ندا فرمائی کہ میں تیرا پروردگار ہوں یہ ندا حضرت نے ہر جزو بدن سے سنی اور استماع کلام میں سارا جسمِ اطہر کان بن گیا جمہور مفسرین کے نزدیک وہ آگ نہیں نورِ رب تھا ابن جبیر اور عکرمہ رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ آگ ہی تھی کہ آگ ہی وجہ ذاتِ کریم کے لئے حجاب ہے جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کا حجاب آگ ہے اگر اسے کھول دے تو اس کی تجلی جمال سے تمام مخلوق جل جائے جو اس کی حد نگاہ تک ہو (بغوی) جبکہ صحیح مسلم میں نار کی جگہ اس حدیث میں نور کا لفظ آیا ہے کہ اس کا حجاب نور ہے۔[1]

اس جگہ حدیث جبریل (علیہ السلام) کے ایک جزو ''احسان'' کا ذکر بڑا ہی برمحل ہوگا کہ جب آپ ﷺ سے عرض کیا کہ احسان کیا ہے تو ارشاد فرمایا:

---

[1] تفسیر مظہری

Marfat.com

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ [1]

کہ تو رب کی بندگی یوں کر گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو بے شک وہ تجھے دیکھ رہا ہے (جیسا کہ روزہ کی حالت میں ہوتا ہے)

ان آیات اور احادیث کے حوالے سے ہم نے مختصراً تعلق باللہ اور لقائے الٰہی کی آرزو کی جو صوفیاء کا بنیادی نظریہ ہے بخوبی وضاحت کر دی ہے اور مصفانہ فیصلہ قارئین پر ہے۔

اب دوسرے امر **ایمان باللہ اور محبت الٰہی** پر کچھ تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ [2]

اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری۔

۲. فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا [3]

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اتارا۔

۱۔ صحیح مسلم ۲۔ پ۵۔ النساء ۳۔ پ۲۸۔ التغابن

Marfat.com

اللہ پر ایمان لانا یہ ہے اس طرح کہ اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ واحد احد ہے اس کا کوئی شریک ونظیر نہیں اس کے تمام اسماءِ حُسنٰی اور صفاتِ علیا پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم ہے اور ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے علم وقدرت سے کوئی چیز باہر نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۳. شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ [1]

اللہ نے (خود) گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

۴. وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ [2]

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ [3]

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں خود زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا۔

۵. قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ [4]

تم فرماؤ! وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہم سر

۱۔ پ۳۔ آل عمران ۲۔ پ۲۔ البقرہ ۳۔ پ۳۔ آل عمران ۴۔ پ۳۰۔ الاخلاص

Marfat.com

۶. لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ ۔[۱]

اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم ہوا ہے۔

یٰبُنَیَّ لَاتُشْرِکْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے

۷. قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ لْقَهَّار ۔[۲]

تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔

۸. لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر ۔[۳]

اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔

۹. یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ۔[۴]

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا ملک ہے۔ اور اسی کی تعریف اور وہ ہر شے پر قادر ہے

۱۰. هُوَاللّٰهُ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِیُ

۱۔پ۸۔الاعراف ۲. پ۱۳۔الرعد ۳۔پ۲۵۔الشوریٰ ۴۔پ۲۸۔التغابن

Marfat.com

الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ [1]

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر نہاں وعیاں کا جاننے والا وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا وہی اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا امان بخشنے والا حفاظت فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا اس کے ہیں سب اچھے نام اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔

تصوف ایمان باللہ کا نام ہے اور اس کی اساس محبت الٰہی ہے اور محبت ہی وہ قرینہ ہے جو لقائے الٰہی اور تعلق باللہ کے حصول کا زینہ ہے اور تصوف ہی اس امر کا نقیب ہے کہ تمہارا محبوب وہ ذات ہو جو تمہاری محبتوں کو محبت سے جواب دے اور وہ باقی ہو غیر فانی ہو اور جمیل ولامتناہی ہو اور اس کی محبت سے دل ماسوا سے خالی ہو وہی مطلوب ہو تو وہی مقصود ہو اور اسی کو وحدہ لاشریک جانے اور اسی کی رضا کا طالب اور اسی کی ناراضگی سے خائف ہو اور ہر وہ بات چھوڑ دے جو محبوب کے نزدیک مکروہ ہے ناپسندیدہ ہے

۱۔ پ ۲۸۔ الحشر

Marfat.com

معبود ہو تو بس وہی، معیت درکار ہو تو اسی کی، قرب چاہیے تو اسی کا اور رویت کی خواہش ہو تو اسی کی آرزو ہو تو بس اسی کی۔

تو مباش اصلاً کمال این است وبس
تو درو گم شو وصال ایں است وبس

قرآن حکیم میں محبت الٰہی کے حوالے سے ارشاد ہے:

۱. وَالَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۔[۱]

اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں ہے۔

۲. فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ ۔[۲]

تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہیں امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحیح میں روایت کیا کہ یہ لوگ اہل یمن ہیں جبکہ سُدی رضی اللہ عنہ کا قول ہے انصار مدینہ ہیں۔

۳. قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ

۱۔ پ۲۔ البقرہ ۲. پ۷۔ المائدہ

Marfat.com

بِاَمرِہٖ وَاللّٰہُ لَایَھدِی القَومَ الفٰسِقِینَ ۱؎

محبوب فرماؤ! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ کاروبار جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

مفہوم یہ ہے کہ دین کو محفوظ رکھنے کے لئے دنیا کی مشقت اور سختی برداشت کرنا مسلمانوں پر لازمی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت واطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات کی کوئی حیثیت نہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا ان سب امور سے بڑھ کر ہونا ایمان اور محبت الٰہی کی دلیل ہے صوفیاء کے نزدیک آیت میں مذکور تمام اشیاء کی محبت دل سے مکمل طور پر خارج ہے ماسوا کو ترک کر کے محبت الٰہی کا اختیار کرنا ہی صوفیاء کا پیغام ہے۔

ہم پیچھے اکیس کتب تصوف کا ذکر کر آئے ہیں ان سب کتابوں میں ایمان با اللہ اور محبت الٰہی کے حوالے سے صوفیاء کا عقیدہ حسب ذیل ہے۔

اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ ذات وصفات میں نہ افعال واحکام

۱۔پ۱۰۔التوبہ

Marfat.com

واسماء میں وہ واجب بالذات ہے وہ قدیم ہے وہ ازلی ہے اور ابدی ہے ذات باری کا ادراک عقلاً محال ہے وہ برتر از گمان و وہم و خیال و عقل ہے اور افعال کے توسط سے صفاتِ الٰہی پر اور پھر صفات کے ذریعہ معرفت ذات حاصل ہوتی ہے،وہ بیوی، بیٹے بیٹی ،کنبہ خاندان ہمسر و برابر سے پاک ہے وہ صورت شکل سے پاک ہے وہ جسم وجسمانیت یا کسی جسم میں حلول کرنے سے پاک ہے وہ ضد سے ند سے مقابل سے مماثل سے پاک ہے وہ شبہ سے شباہت سے پاک ہے وہ رنگ سے کیف سے جہت وجہات سے پاک ہے۔اس کی صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات بلکہ نفس ذات کا مقتضی ہیں اور عین ذات کو لازم ہیں اس کی ذات وصفات کے سوا سب حادث ہے اور وہ حدوث سے پاک باقی ہے اور سب فانی ،وہ ہر خوبی وکمال کا جامع اور جملہ عیوب ونقصانات سے پاک ہے جو چیز محال ہے وہ اس سے پاک حیات،علم،سمع وبصر،ارادہ،قدرت اور کلام وغیرہ اس کی صفاتِ ذاتیہ ہیں مگر وہ اجسام سے پاک ہے وہ بالذات علیم ہے اور اس کا علم لامتناہی اور وہ اپنے علم وقدرت سے ساری کائنات کو محیط ہے حیات دنیوی میں اس کا دیدار نبی اکرم ﷺ کے لئے خاص ہے جبکہ مومنوں کے لئے آخرت میں ممکن بلکہ واقع ہوگا اس دنیا میں دیدار الٰہی ممکن ہے اگر چہ اس کا وقوع نہو البتہ قلبی دیدار یا خواب میں ممکن ہے وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے عزت ذلت ہدایت اسی کے دست قدرت میں ہے وہ عادل ہے ظلم سے پاک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں باقی سب اسی کے محتاج ہیں اس پر کوئی بات واجب نہیں مگر جب وعدہ فرمائے تو پورا فرماتا ہے وہ ایمان پر راضی اور کفر پر ناراض وہ حکیم ہے اور اس کی حکمتیں لامتناہی۔

Marfat.com

شریعت ہو یا طریقت معبود وہی ہے محبوب وہی مقصود وہی ہے۔اب ہم چند چیدہ چیدہ اقوال صوفیاء نقل کرتے ہیں جو مذکورہ بالا عقائد کو واضح کر دیں گے اور منکرین تصوف پر روشن ہو جائے گا کہ تصوف دین کی روح ہے اور اس کا اساسی ڈھانچہ توحید عظمت الٰہی اور معرفت و محبت الٰہی پر قائم ہے اور ان کی کوئی بات بھی دین سے متصادم نہیں بلکہ کتاب وسنت کی وضاحت وصراحت ہے۔

۱۔حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محبت الٰہی کی ایک غرض حصول جنت ہے جبکہ ایک محبت وہ ہے جو اللہ سے محض اللہ ہی کے لئے ہے صوفیاء کا مقصود یہی ذاتی اغراض سے پاک خالص محبت الٰہی ہے۔ اللہ کے احکام کی اطاعت اس کی رضا کے حصول کے لئے صرف اخلاص سے ہی ہو سکتی ہے۔[۱]

۲۔حضرت خزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نجات اخروی کے طلبگار کیلئے بنیادی اصول یہی ہے کہ وہ اللہ کی بندگی اخلاص سے کرے''۔[۲]

۳۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

(ا)اَلتَّوحِیدُ اِفرَادُ القَدِیم عَنِ المُحدَث

۱۔کتاب الرعاینہ ۲۔کتاب الصدق

Marfat.com

توحید یہ ہے کہ قدیم کو محدث سے جدا کر دیا جائے یعنی ماسوا سے
قطع نظر کر کے ذات ازلی کو مقصود بنائے ۔ درحقیقت اللہ کی
ذات وصفات کے علاوہ کوئی شئے موجود نہیں اور جو کچھ نظر آتا
ہے وہ سب فانی، حادث اور بے ثبات ناقابل التفات ہے۔
وہی فاعل حقیقی ہے۔ا

(ب) کہ عوام کی توحید یہ ہے کہ وہ اللہ کو ایک جانتے ہیں اس کے سوا کسی کو الٰہ نہیں مانتے اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک، ہمسر، مدمقابل یا مماثل قرار دیتے ہیں۔ اور علماء کی توحید یہ ہے کہ وہ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ نفع ونقصان کا مالک اللہ ہے اور عرفاء کی توحید یہ ہے کہ ان سب عقائد کے علاوہ احکام الٰہی کی متابعت اس طرح کرنا کہ گویا ہمیں اللہ دیکھ رہا ہے اور ہم اس کے حضور حاضر ہیں۔

(ج) جو شخص یہ کہے کہ میں اور خدا متحد ہو گئے اور خدا میرے جسم میں حلول کر گیا وہ کافر ہے اور یہ دونوں عقیدے الحاد ہیں زندقہ ہیں۔ا

جو عرفاء کامل ہیں وہ اپنے قصورفہم کے مقر ہیں انہیں معلوم ہے کہ اللہ اور بندے میں تبائن کی نسبت ہے یعنی اللہ خالق بندہ مخلوق، اللہ قدیم، ازلی اور ابدی ہے جبکہ بندہ حادث وہالک اور فانی ہے اللہ حق ہے، بندہ محض نمود، اللہ قادر مطلق، عالم الغیب

ا۔ کتاب اللمع

Marfat.com

جبکہ بندہ جاہل و عاجز ہے ہمارے علم کا پہلا درجہ یہی ہے کہ ہم اس کی احدیت کا اقرار کریں اور انتہائی درجہ یہ ہے ہم اتنے متقی اور ظاہراً باطناً پاکیزہ ہو جائیں کہ ہر شئے میں اسی کے جلوے دیکھیں اور اس کی ثناء میں مشغول اسے (اللہ کو) اپنی جان سے بڑھ کر محبوب رکھیں۔[1]

شرط عبادت معرفت الٰہی ہے اور اصل معرفت یہ ہے کہ تم صدق دل سے مانو کہ وہ (اللہ) وحدہ لاشریک ہے اور مقتضائے احدیت یہ ہے کہ تم اس کے بارے میں سوالات وہ کیا ہے۔ کہاں ہے، کب سے ہے کیونکر ہے، ان سب کے جوابات کی نفی کر کے کہو اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

شیخ ابوبکر کلاباذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صوفیاء کا اس پر اجماع ہے کہ:

اللہ واحد (ایک) ہے، احد ہے، فرد ہے، صمد، قدیم، عالم اور قادر ہے۔ حی و قیوم ہے، سمیع و بصیر ہے عزیز و عظیم، جلیل و کبیر، جواد اور رؤف ہے، جبار اور متکبر ہے، اول ہے، باقی ہے، الٰہ ہے، مالک اور رب ہے، رحمٰن و رحیم ہے، متکلم، حکیم، اور مرید ہے، رزاق و خالق ہے اور ان تمام صفات سے موصوف اور ان تمام اسماء سے موسوم ہے جیسا کہ اس نے خود کو متصف و موسوم فرمایا

ا۔ رسالہ قشیریہ

Marfat.com

وہ ازل سے اپنی صفات اور اسماء کے ساتھ موجود ہے اور وہ کسی اعتبار سے بھی اپنی مخلوق سے مماثل و مشابہ نہیں اس کی ذات و صفات، ذوات و صفات مخلوق سے مشابہ نہیں وہ حدوث سے پاک اور ہمیشہ سے مخلوقات پر سابق، متقدم اور ہر شئے سے قبل موجود ہے۔ وہی قدیم ہے اور اس کے سوا کوئی شئے قدیم نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی معبود ہے وہ نہ جسم ہے نہ شکل، نہ صورت ہے نہ شخص، نہ جوہر، نہ عرض، نہ متحرک، نہ ساکن، نہ کم نہ زیادہ، اس کے لئے نہ اجتماع نہ فراق نہ اس کے حصص نہ اجزاء نہ جوارح، نہ اعضاء نہ وہ کسی جہت میں ہے نہ کسی مکان میں نہ اس پر آفات جاری نہ نینداس پر غالب نہ کسی مکان میں حلول نہ مکان اس میں حلول کرسکتا ہے افکار اس کا احاطہ اور نہ حجابات اسے پوشیدہ کرسکتے ہیں اور نہ آنکھیں اسے دیکھ سکیں۔ [1]

صوفیاء کا اس پر بھی اتفاق ہے

''اللہ کیلئے صفات ہیں اور وہ ان سے موصوف ہے جیسے علم قدرت، قوت، عزت، حلم، حکمت و جبروت، قدم، حیات ارادہ، مشیت اور کلام اور یہ صفات نہ تو اجسام ہیں نہ اعراض

ا۔ التعرف باب پنجم فی توحید

Marfat.com

نہ جواہر ہیں صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات نہ ایک دوسرے کے ساتھ متغائر یا متماثل۔" [1]

حضرت ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

انسان کے ایمان اور حسن اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ سے محبت کرتا ہے اور نیکی سے محبت کرتا ہے اور محبت الٰہی مقامات یقین میں سے سب سے بلند ہے۔ [2]

مخدوم ابوالحسن سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا ذات وصفات میں کوئی ثانی نہیں اور نہ افعال میں کوئی مثل و شریک ہے، اس کی وحدانیت عددی نہیں، اس کا مکان نہیں اور نہ وہ مکان کے اندر ہے، نہ عرض نہ جوہر وہ طبعی بھی نہیں کہ حرکت وسکون کا مبدأ ہو وہ روح بھی نہیں کہ فنا کا محتاج ہو جسم بھی نہیں کہ اجزاء سے مرکب ہو، وہ تمام نقائص سے بری تمام خرابیوں سے پاک اور سب عیوب سے برتر وہ ہمیشہ اپنی صفات کے ساتھ قدیم ہے تمام معاملات اس کے علم سے باہر نہیں اور موجودات کو اس کے ارادہ سے گریز نہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ جو چاہتا ہے ازل سے جانتا

۱۔ التعرف باب پنجم فی صفات الٰہیہ ۲۔ قوت القلوب، فصل ۳۶

Marfat.com

ہے اس کی ذات وصفات پر تغیر روا نہیں وہ حیّ وعلیم، رؤف ورحیم مرید وقدیر ہے سمیع وبصیر ہے اس کے لئے تشبیہ اور جہت نہیں نہ مقابلہ اور مواجہہ اس کی ہستی پر ممکن'' ۱؎

مزید فرماتے ہیں:

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بندہ کے لئے اور بندہ کی خدا کے لئے درست ہے اور کتاب وسنت اس پر ناطق وشاہد ہیں۔ اور ساری امت اس پر متفق ہے اور اللہ کریم ایسے اوصاف سے متصف ہے کہ اولیاء اللہ اس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ بھی ان کو دوست رکھتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

مَنْ اَحبَّ لِقَاءَ اللهِ اَحبَّ اللهُ لِقَائَهُ

جو اللہ سے ملاقات کی محبت رکھتا ہے تو اللہ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے

شیخ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْمُحَبَّةُ مُعَانِقَةُ الطَّاعَاتِ ومُبَايِنَةُ الْمُخَالِفَاتِ

محبت یہ ہے کہ تو محبوب کی طاعتوں سے بغل گیر ہو اور اس کی

۱۔ کشف المحجوب باب ۱۶، پہلی فصل

Marfat.com

مخالفت سے علیحدہ ہو کیونکہ جب محبت دل میں قوی ہو جاتی ہے تو دوست کا فرمان بجالانا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔[1]

قسم ثالث: (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت)

چنانچہ ارشاد باری ہے:

۱۔ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ۔

تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

صوفیاء کے نزدیک لقاء الٰہی اور تعلق باللہ مقصود ہے اور یہ مقصود ایمان باللہ کے بغیر ممکن ہی نہیں اور ایمان باللہ کی تکمیل خالص محبت الٰہی کے بغیر متصور نہیں اور محبت الٰہی اس کی اطاعت اور اس کے رسول کی اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

یعنی یہی اللہ کی محبت کی نشانی ہے اور اللہ کی اطاعت بغیر اطاعت رسول نہیں ہو سکتی حدیث صحیح میں ہے جس نے میری (رسول اللہ) نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

۲۔ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔[2]

اور اللہ ورسول کے فرماں بردار رہو اس امید پر کہ تم رحم کیے جاؤ۔

۱۔ کشف المحجوب ب ۱۶، فصل چہارم، پنجم   ۲۔ پ ۴۔ آل عمران

Marfat.com

یعنی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اطاعت الٰہی ہے اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اللہ کا فرماں بردار نہیں ہوسکتا۔

۳۔ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔[۱]

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

۴۔ وَمَا اَرْسَلْنَامِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔[۲]

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

یعنی جبکہ رسول کا بھیجنا ہی اس لئے ہے کہ وہ مطاع بنائے جائیں اور ان کی اطاعت فرض ہو تو جو ان کے حکم سے راضی نہ ہو تو گویا اس نے رسول کو نہ مانا۔

۵۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَا اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا۔[۳]

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہیں بھیجا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت

۱۔ پ۵۔ النساء ۲۔ پ۵۔ النساء ۳۔ پ۵۔ النساء

Marfat.com

کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔

٦۔يٰاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُو اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ۔ ١

اے مومنو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو

٧.قُلْ اَطِيْعُو اللّٰهَ وَاَطِيْعُو الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْ فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْا تَهْتَدُوْا۔ ٢

آپ فرما دَو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی پھر اگر تم منہ پھیرو تو رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا اور اگر رسول کی اطاعت کرو گے راہ پالو گے

٨.وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً۔ ٣

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو بلاشبہ اس نے بڑی کامیابی پائی۔

٩.وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ ٤

اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی پھر اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف پہنچا دینا ہے۔

١۔پ٩۔الانفال ٢۔پ١٨۔النور ٣.پ٢٢۔الاحزاب ٤.پ٢٨۔التغابن

Marfat.com

ان آیات سے واضح ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری ہی قرب ومحبت الٰہی کا ذریعہ ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت دو الگ الگ چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی بات ہے اور اللہ نے دوٹوک فرمادیا ہے کہ جس نے رسول کی پیروی کی تو گویا اس نے اللہ کی پیروی کی جس قدر کوئی اطاعت رسول میں زیادہ ہوگا اسی قدر وہ قرب الٰہی میں زیادہ ہوگا۔ اور مدار شریعت اتباع وطاعت رسول ہے ارشاد باری ہے۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جس بات کا تمہیں رسول حکم دیں بخوشی پکڑ لو اور جس سے روک دیں باز ہو

یہ آیت مبارکہ حجیت واہمیت حدیث نبوی پر نص صریح ہے اور اس سے واضح ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت ہر امر میں واجب ہے اور تعمیل ارشاد میں مخالفت یا سستی میں خرابی و ہلاکت ہے۔ اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باؤ نرسیدی تمام بولہبی است

اللہ کریم نے بھی یہ واضح اور قطعی اعلان فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ
وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؏

محبوب فرماؤ کہ لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو (اسے دوست رکھتے ہو)

۱۔پ ۱۸۔الحشر ۲۔پ ۳۔آل عمران

Marfat.com

تو میرے (رسول کے) فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تم سے محبت کرے گا
(تمہیں دوست رکھے گا) اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے
والا مہربان ہے۔

اتباع رسول کے حوالے سے یہ بات بھی اللہ کریم نے بتا دی ہے جیسا کہ ارشاد کریم ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَة لمن كان
يرجو الله۔[1]

بلاشبہ تمہارے لئے ہوا اللہ کے رسول کی زندگی میں عمدہ نمونہ اس
کے لئے جو اللہ کی امید رکھتا ہے۔

یعنی ان کی کامل اتباع کرو، ان کی سنتوں پر چلو، رسول کی پوری زندگی اور اس کا ہر شعبہ اطاعت واتباع کے لئے مکمل راہ نما ہے اور اس نمونہ کے بغیر کوئی عمل اللہ کے ہاں معتبر نہیں اور آپ ﷺ نے خود بھی فرمایا ہے:

مَنْ اَطَاعَنِی فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ۔[2]

جس نے میرا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے نافرمانی کی
تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی

آپ کی ذات اسوۂ حسنہ ہے اور بعثت تمام و تکمیل اخلاق حسنہ ہے اور آپ کی اتباع واطاعت کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد آپ کی محبت کامل رکھے

۱۔ پ۲۲۔ الاحزاب   ۲۔ متفق علیہ

Marfat.com

آپ کے آداب کی مکمل رعایت اور عزت و تعظیم میں مبالغہ کرے۔ اللہ نے فرمایا:

وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ[1]

اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

حضرات مفسرین کی اکثریت نے فرمایا اَیْ تُبَالِغُوْهُ فِی التَّعْظِیْمِ یعنی آپ کی تعظیم میں مبالغہ کرو (خوب خوب کوشش کرو) اور آپ کی محبت ہر شے کی محبت سے بڑھ کر ہو جیسا کہ سورۃ توبہ کی آیت میں گزرا اور حدیث صحیح میں وارد ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں

ایک روایت میں آیا ہے مِنْ نَفْسِهٖ یعنی اس کی جان سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں اور حدیث عمر رضی اللہ عنہ اس پر مفصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوامر و نواہی اور اقوال و افعال میں معصوم ہیں اس لئے کہ اگر وہ کسی چیز میں خطا کریں اور وہ حق کے موافق نہ ہو (جب کہ ایسا ممکن ہی نہیں) تو ان کی اطاعت خدا کی اطاعت نہ ہوگی قرآن حکیم میں ان کے حکم کی بجا آوری پر اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔ اور اس کے ترک و مخالفت پر عذاب و عقاب کی

---

[1] پ ۲۶، الفتح

Marfat.com

وعید ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَاِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا اَبَدًا۔ ۱

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے تو بے شک ان کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔

اطاعت رسول نبوت کی شہادت اور دلیل محبت ہے اور یہی خدا سے محبت رکھنے کی دلیل بھی ہے اور متابعت رسول کے بغیر محبت الٰہی ناممکن اور اس کے ساتھ نہ صرف محبت الٰہی حاصل ہوگی بلکہ اللہ کی محبوبیت عطا ہو جائے گی لہذا یہ محبت الٰہی اتباع رسول سے مشروط ہے اور مشروط بغیر شرط کے موجود نہیں ہوتی علامات محبت میں سب سے اعظم و اعلیٰ اتباع رسول، سنتوں پر عمل، ہدایت پر سلوک اور سیرت مقدسہ و مطہرہ پر چلنا، حدود شریعت پر قائم رہنا اور احکام سے تجاوز نہ کرنا ہے۔ جمہور صوفیاء کا یہی مسلک ہے اور ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ تصوف کتاب و سنت کی کامل پیروی کا نام ہے۔ کتاب و سنت کی پیروی تصوف کا اصل الاصول ہے ۔ اور منزلِ مراد پانے اور مقصود کے حوالے سے انہوں نے اس سلسلہ میں دو امور لازمی قرار دیئے ہیں جن کے بغیر یہ راستہ نہیں کھلتا اور حقائق منکشف نہیں ہوتے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تقویٰ ۲۔ تزکیہ نفس

تقویٰ:

۱۔ پ ۲۹۔ الجن

Marfat.com

تقویٰ کے لغوی معنی ڈرنا، پرہیز کرنا، اور بچاؤ یا حفاظت کرنا ہے۔ اصطلاح شرع میں تقویٰ گناہوں سے بچنے اور نیکی کی راہوں پر چلنے کا نام ہے۔ نیکی کیا ہے تو ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اَلْبِرُّ مَا اطْمَئَنَّتْ اِلَیْهِ الْقَلْب

نیکی وہ ہے جس پر تیرا دل مطمئن ہو اور گناہ کے بارے میں ارشاد ہے

وَالْاِثْمُ یَتَرَدَّدُ النَّفْسُ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ ۔[1]

اور گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں متردد ہو یعنی کھٹکے یا خلجان کا باعث ہو اور تجھے ناپسند ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں

اور قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۔[2]

تو بلاشبہ انسان کو نیکی اور بدی کا جبلی طور پر بتا دیا گیا

لہٰذا تقویٰ یہی ہے کہ نیکیوں کو جانے اور ان پر چلنے اور برائیوں کو سمجھے اور ان سے پرہیز کرے اور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ تقویٰ کہاں ہے تو ارشاد فرمایا

"اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِه"

تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے اپنے سینے (دل) کی طرف اشارہ فرمایا

یعنی تقویٰ کا مرکز دل ہے اور یہ دل کی پاکیزہ ترین کیفیت ہے اور جو بندے کو

۱۔ ترمذی ۲۔ پ ۳۰ الشمس

Marfat.com

امور خیر کی طرف تحریک کرتی ہے اور اگر دل اس کیفیت سے تہی ہو تو فساد کا باعث ہے ارشاد نبوی ہے:

''اَلَا فِی الْجَسَدِ مُضْغَةٌ اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ
فَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ''

جان لو جسم انسانی میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوتا ہے تو سارا جسم ٹھیک ہوتا ہے جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے جان لو اور وہ (لوتھڑا) دل ہی ہے

قرآن حکیم میں متقین کی اولین صفت ایمان بالغیب جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ [1]

(قرآن) ہدایت ہے واسطے متقین کے جو ایمان بالغیب رکھتے ہیں

یعنی تقویٰ بغیر ایمان کے نہیں اور نہ ایمان بغیر تقویٰ گویا ایمان وتقویٰ لازم وملزوم ہیں تقویٰ کا بنیادی درجہ ایمان درمیانی درجہ صغائر وکبائر سے پرہیز اور اعلیٰ درجہ ہر اس کام سے پرہیز ودوری جو بندے کو اللہ سے غافل بنادے صوفیاء کا تمام تر زور اسی امر پر ہے تمام عبادتوں کا مقصود تقویٰ ہے نماز جو دین کا رکن اعظم ہے اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشآءِ والمنکر [2]

بے شک نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے روک دیتی ہے

۱۔پ ۱، البقرہ ۲۔پ ۲۱ العنکبوت

Marfat.com

اور یہی امر تقویٰ کی روح ہے روزوں کی فرضیت کا مقصود تقویٰ ہے یہاں تک کہ قربانی جو امور واجبہ میں سے اس کا مقصود ہے تقویٰ ہے ارشاد باری ہے:

لَن یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُومُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِن یَّنَالُہُ التَّقوٰی مِنکُم ۱؎

اللہ کو تمہاری قربانیوں کے گوشت اور نہ ہی لہو پہنچتے بلکہ اسے جو پہنچتا ہے وہ تو تمہارا تقویٰ ہی ہے۔

عدل و انصاف کا قیام تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب اور جملہ فضائل اور بزرگیوں عزت و کرامت کا معیار اللہ کے ہاں تقویٰ اور اس کا کمال ہے ارشاد کریم ہے

اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ اَتقٰکُم ۲؎

تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے بڑھ کر بزرگی والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار (متقی) ہے۔

تقویٰ حکمت و دانائی کا جوہر تابدار ہے اور ارشاد نبوی ﷺ ہے راس الحکمة محافة اللہ۔ (جوامع الکلم) حکمت کا خلاصہ خوفِ خدا ہے جس کا اصلی نام تقویٰ ہے۔

صوفیاء کے نزدیک تقویٰ یہ ہے کہ کوئی ایسا امر واقعہ نہ ہو جو قرب الٰہی سے دوری یا اس کی ناپسندیدگی کا باعث ہو اور اس کی معیت سے بُعد پیدا کرے کیونکہ فتوحات رحمت و برکات، بصیرت و فرقان، فوز عظیم اور معیت الٰہی کے تمام ابواب تقویٰ کے ذریعہ ہی کھلتے ہیں۔

۱۔ پ ۱۷۔ الحج ۲۔ پ ۲۶۔ الحجرات

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنْ تَتَّقُو اللّٰہَ یَجْعَلْ لَکُمْ فرقَانًا [1]

اگر تم اللہ سے ڈرو گے (تقویٰ اختیار کرو گے) تو وہ تم میں فرقان پیدا کرے

ایک قول ہے کہ حق و باطل میں امتیاز فرقان ہے جبکہ دوسرا قول ہے کہ مراد کامل بصیرت ہے۔

(۲) وَاعْلَمُو اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِینَ [2]

اور تم جان لو کہ اللہ کی معیت متقیوں کے ساتھ ہے۔

یہاں منکرین معترضین کے لئے غور کا مقام ہے کہ صوفیاء کی ہر بات کتاب و سنت سے عبادت ہے جزئیات ہوں یا تفصیلات اور جس امر کی تمام تر بنیاد تقویٰ پر ہے وہ خلاف اسلام یا اسلام کے مخالف و متوازی کیونکر ہے یہی کہنا پڑتا ہے۔

گر بروز نہ بیند شپرہ چشم　　چشمہ آفتاب راچہ گناہ [3]

دوسرا امر تزکیہ نفس ہے:

یہ صوفیاء کا ضابطہ اور اصولی طریق و عمل ہے قرآن حکیم میں رسول کی بعثت کا ایک اہم مقصد اور کار نبوت و رسالت کا ایک عظیم فریضہ یہی تزکیہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ [4]

۱۔پ۹ الانفال　۲۔پ۲۔البقرۃ　۳۔سعدی رحمۃ اللہ علیہ　۴۔پ۲۸۔الجمعہ

Marfat.com

وہی ذات (اللہ) ہے جس نے اُمّیوں میں معظم رسول بھیجا انہیں
میں سے جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں ستھرا کرتا ہے
(ان کا تزکیہ کرتا ہے)

تزکیہ کے لغوی معنی ستھرا کرنے، صفائی اور پاک کرنے کے ہیں لیکن اصطلاح میں تزکیہ سے مراد نفسانی عیوب کو دور کرنا اور بندے کو ظاہراً باطناً پاکیزہ بنانا اور اس کے اخلاق واطوار کو سنوارنا ہے۔ آیت مذکورہ کے تحت تزکیہ فرائض نبوت سے ہے اور یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ رسول مُزکّی ہیں اور جس کا تزکیہ ہوگا وہ مُزکّٰی کہلاتا ہے اور آپ ﷺ ساری امت کے لئے مُزکّی ہیں آپ کی دعوت عالمگیر، ہمہ گیر، جہاں گیر اور آفاقی ہے اور ابد الآباد تک ہے لہذا یہ تزکیہ کا کام آپ بھی فرمائیں گے اور آپ کی نیابت میں بھی جاری رہے گا گویا نائبین کا کام آپ ہی کا کام ہوگا تزکیہ کرنے کے لئے کچھ امور ضروری ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) تزکیہ کا علم (۲) مُزکّی کے احوال سے مکمل آگاہی (۳) مُزکّی کا علاج
(۴) قرب (۵) تصرف

جس طرح آپ ﷺ نے اصحاب کرام کا تزکیہ کیا ہر دور میں آپ کی نیابت میں تزکیہ کی ضرورت رہے گی اور یہ وہ کام ہے جس کے لئے ایک دستور العمل تو ہے مگر دلوں کو چمکانے اور صیقل کرنے کا علم کتابوں میں مدون نہیں یہ کام مرشد کامل کے بغیر کیونکر ممکن ہے جو دلوں کی تربیت کرنے والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا

بلاشبہ اسی نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ بنایا۔

نفس کی پاکیزگی خود بخود کسی مزکی کا تقاضا کر رہی ہے جو اس تزکیہ کے عمل میں متصرف فی الامور بھی ہو۔

حدیث صحیح میں ہے کہ بارگاہ نبوی میں ایک شخص قبول اسلام کے لئے حاضر ہوا تو اس نے کہا کہ مجھے اسلام قبول کرنے میں کوئی تامل نہیں مگر مجھے بدکاری کی اجازت دے دیں صحابہ کو اس کی بات سخت ناگوار گزری لیکن حضور ﷺ نے اسے پیار سے سمجھایا وہ سنتا رہا پھر بولا حضور آپ کی سب باتیں صحیح ہیں اور مجھے بھی معلوم ہے کہ آپ نے جو فرمایا درست ہے لیکن میں اس دل کا کیا کروں جس پر مجھے اختیار نہیں تو فرمایا مجھ سے قریب ہو وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى قَلۡبِهٖ اور آپ نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا جب ہاتھ اٹھایا تو اس کی دنیا بدل چکی تھی صحابہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی پاکباز نہ تھا۔

فضالہ بن عمر سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے سال میں نے دل میں چاہا کہ حضور اکرم ﷺ کو دوران طواف شہید کر دوں جب میں آپ سے قریب ہوا تو فرمایا فضالہ تم دل سے کیا باتیں کر رہے تھے تم رسول خدا کو شہید کرنا چاہتے تھے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ اس پر آپ نے تبسم فرمایا میرے لئے استغفار کیا اور اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا تو میرے دل کو سکون ہوا خدا کی قسم حضور نے ابھی اپنا دست مبارک اٹھایا نہ تھا کہ حضور میرے نزدیک مخلوق میں محبوب ترین ہو گئے اور ایسا ہی شیبہ بن عثمان جحمی کے بارے میں بھی مروی ہے اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے ایک دفعہ مکہ میں حضور

Marfat.com

کے سامنے سے گزرے اور آپ کو اچھے لگے تو فرمایا اتنا اچھا چہرہ دوزخ کی نظر ہو جائے گا عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے سکون تب ہی ملا جب آپ کی غلامی میسر آ گئی۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے
فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

یہ نگاہوں کا فیضان اور دلوں کی کیفیت میں یہ انقلاب دستور العمل سے بڑھ کر ایک امر ہے جس کا انکار ممکن نہیں لہذا تزکیہ نفس کے لئے جو امور ضروری ہیں صوفیاء کے نزدیک ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) ضرورت شیخ، بیعت اور صحبت (۲) تزکیہ کا دستور العمل

شیخ کی ضرورت اور بیعت:

شیخ سے مراد کسی ایسے مرد حق کی ضرورت ہے جو ولایت الٰہیہ سے سرفراز ہو احکام شرع کا پابند پاکیزہ دل صاحب نظر صوفی ہو جب تک کوئی شخص ان اصحاب دل کی خدمت میں حاضر نہیں ہوگا تو دل و نگاہ کی مسلمانی ممکن نہیں۔ اقبال فرماتے ہیں۔

بے نگاہے از خداوندان دل
می نروید تخم دل از آب و گل

انسان کے رذائل اخلاق کو محاسن اخلاق سے مزین کرنا یہ تصوف ہے اور یہ انقلاب شیخ طریقت یا ولی کا یا صاحب نظر کی ارادت و نسبت کے بغیر کیونکر ممکن ہے کوئی فن بھی ہو صاحب فن کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا تو تزکیہ نفس بھی ماہر فن کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کے بغیر یہ امر صرف کتابوں سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ کسی پاکباز ولی کی صحبت سے میسر آتا ہے اقبال کہتے ہیں۔

Marfat.com

صحبت از علم کتابی خوش تراست　　صحبت مردانِ حُر آدم گراست

ولایت کے معنی محبت بھی ہے اور ولی بروزن فعیل کبھی مفعول کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی وہ جس کے ساتھ محبت کی گئی اور ارشاد باری ہے:

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ۔۱

وہ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے

اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں تاکہ وہ اس سے اس کی وجہ سے محبت کریں اور مخلوق کی محبت ترک کردیں یہاں تک کہ اللہ ان کا ولی اور دوست ہو جائے ارشاد باری ہے:

نَحْنُ اَوْلِيَاۤؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔۲

ہم ہیں تم مومنوں کے ولی (مددگار) دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں

مزید ارشاد ہے:

بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔۳

یہ یقیناً اس لئے کہ اللہ ایمان والوں کا مولا (دوست اور مددگار ہے) اور رہے کافر تو ان کا کوئی دوست و مددگار نہیں

جب واضح ہو گیا کہ اللہ مومنوں کا دوست اور مددگار ہے کہ انہیں ان کی عقل کو اپنی صریح نشانیوں سے ان کے قلوب کو اسرار و معارف کی روشنی سے مدد دیتا ہے اور یونہی انہیں نفس و شیطان کی مخالفت اور اپنے احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور مدد و دوستی یہ بھی

۱۔پ۹۔الاعراف　۲۔پ۲۴۔حٰم السجدہ　۳۔پ۲۶۔سورۂ محمد

Marfat.com

ہے کہ انہیں مستقیم الحال فرما کر اپنی ولایت سے نوازے اور انہیں اپنی حفاظت میں رکھے انہیں مستجاب الدعوات بنائے اسے اپنے ملک کا انتظام سپرد کرے اور اس کی باتیں مقبول ہوں ارشادِ نبوی ہے کبھی پراگندہ ژولیدہ بالوں والا اور غبار آلودہ چادروں والا شخص جس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اگر وہ کسی امر میں اللہ کی قسم کھائے (لَوْ اَقْسَمَ علی اللّٰہِ لَا بَرَّہٗ) تو اللہ اس کی قسم کو پورا فرماتا ہے لہٰذا ولی سے مراد وہ شخص ہے جس میں اوصاف ولایت ہوں اور وہ جملہ احکام شریعت کا پابند اور ظاہراً باطناً اللہ کا دوست ہو ایسے لوگ گذشتہ ادوار میں ہوئے اور اب بھی ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے کہ اللہ نے امت محمدیہ کو جملہ سابقہ امتوں پر فضیلت بخشی اور شریعت محمدیہ کو محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا جس کے ہر طرح کے دلائل عقلیہ ونقلیہ موجود ہیں اور علماء کو معلوم ہے اسی طرح اولیاء وخواصانِ الٰہی کے درمیان عینی دلائل بھی موجود ہیں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اَلْوَلِیُّ ھُوَ الصَّابِرُ تَحْتَ الْاَمْرِ وَالنَّھِیِ ولی وہ ہے کہ اللہ کریم کے اوامر ونواہی پر صابر ہو۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ [1]

آگاہ رہو بلاشبہ اللہ کے دوستوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور متقی (پرہیزگار) ہیں۔

---

[1] ا۔پ اا۔یونس

Marfat.com

یہ آیت کریمہ ولایت الٰہیہ پر نص ہے اور واضح کر رہی ہے کہ ولایت کی بنیادی علامتیں ایمان و تقویٰ ہیں۔ مزید ارشاد ہے:

اِنْ اَوْلِيَاءُ هٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔ ۱

نہیں ہیں اللہ کے دوست مگر وہی جو متقی ہیں۔

مزید ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔ ۲

بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جن کا چلن پرہیز گاری ہے
اور جو محسن ہیں (بھلائی کرنے والے ہیں)

یہاں محسن سے مراد فقط ایمان والے (مومن) ہیں اور کافر اس نعمت سے محروم اور معیت الٰہی سے خارج ہے لہذا ولایت الٰہیہ فقط مومنوں ہی کا حصہ ہے، اولیاء کی شناخت کیسے ہو تو ارشادِ باری ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔ ۳

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے جلد ہی
رحمٰن (اللہ) ان کے لئے (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا کر دے گا۔

لوگوں میں اولیاء اللہ کی محبت اللہ ہی کی طرف سے ہے یہاں ایک قابل غور بات ہے کہ مقصود بالذات تو اللہ کی محبت ہے اور اللہ اپنے غیر کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر

۱۔ پ ۹۔ الانفال ۲۔ پ ۲۱۔ سورۂ روم ۳۔ پ ۱۶۔ سورۂ مریم

Marfat.com

رہا ہے تو منکرین تصوف اور منکرین اولیاء کو یہاں سمجھ لینا چاہئے کہ غیر اللہ کی رٹ فضول ہے اولیاء اللہ کی محبت اللہ ہی کی محبت ہے اور الگ کوئی شے نہیں۔ اللہ نے خود فرمایا ہے: یُحِبُّھُم وَیُحِبُّوْنَہٗ اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو اولیاء اللہ کی محبت درحقیقت محبت الٰہی ہے تو کیا ایسے لوگوں سے نہ محبت کریں جن سے اللہ محبت کرتا ہے ان کے پاس کیوں نہ جائیں جو محبت الٰہی کے داعی اور سالار ہیں جبکہ مقصود بالذات، اصل الاصول محبت الٰہی ہی ہے اور اس کا دوسرا نام تصوف ہے اور یہ عین اسلام ہے۔ اور حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے جو جبرائیل علیہ السلام کو خطاب کرکے فرماتا ہے اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں تو تم بھی اس سے محبت رکھو تو جبرائیل علیہ السلام بھی اسے محبت رکھتے ہیں ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ پھر آسمانوں میں منادی کردی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو تم بھی اس سے محبت کرو تو اول اس کی محبت آسمانوں میں پھر شش جہات عالم (زمین میں) بھی پھیل جاتی ہے عارفان حق سے محبت کی اصل یہی ہے اور رہی ان سے عداوت تو حدیث صحیح ہی میں ہے کہ جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ لِلْحَرْبِ تو میری طرف سے اس کے خلاف اعلان جنگ ہے اور حدیث صحیح میں ان لوگوں کی ایک اور اہم علامت بیان کی گئی ہے اور وہ یہ ہے اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللہُ جب انہیں دیکھیں تو اللہ یاد آجائے (سبحان اللہ) کیا لوگ ہیں جن کی دید دید حق ہے اور جن سے تعلق اللہ سے محبت اور یاد الٰہی ہے یہی لوگ ہیں جن کی بیعت درکار ہے۔

Marfat.com

بیعت:

بیعت کے لغوی معنی معاہدہ کرنے یا اطاعت کرنے کے ہیں اَبَاعَ کے معنی بیچنے کیلئے پیش کرنا اور اِبْتَاعَ کے معنی بِک جانے کے ہیں اور بَیْعٌ خرید و فروخت کو کہتے ہیں یہ الفاظ بَیْعاً اور مُبِیْعاً سے مشتق ہیں جو باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے مصدر ہے۔ لیکن اصطلاح میں بیعت کے معنی خود سپردگی اور حکم کے تابع ہونے کے ہیں اہل تصوف کے نزدیک مرید کا خود کو شیخ کے سپرد کرنا اور اس کی اطاعت ہے اور شیخ کی اطاعت گویا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے اور بیعت کتاب و سنت سے ثابت ہے ارشاد باری ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ [1]

بلا شک و شبہ اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جبکہ وہ آپ ﷺ سے بیعت کرتے تھے (کیکر کے) درخت کے نیچے۔

یہ بیعت حدیبیہ میں ہوئی اور اسے بیعت رضوان کہتے ہیں یہ بیعت کفار کے مقابل جہاد میں ثابت قدم رہنے کا عہد تھا شجرۃ مفرد ہے اور یہ درخت بڑا اور خاردار تھا جس کے نیچے بیعت ہوئی لفظ شجرہ اور تحت الشجرۃ دونوں غور طلب ہیں گو مطلق ہے اور اَلْمُطْلَقُ یَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِہٖ لیکن یہ لفظ بول کر اللہ نے واضح کر دیا ہے کہ وہ مومنوں کی اس بیعت رسول سے راضی ہوا جو تحت الشجرہ ہوئی عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے اور اس بیعت میں حضور اکرم ﷺ نے اپنا بایاں دست مبارک اپنے دست کرم میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ

---

[1] پ ۲۶ الفتح

Marfat.com

کی طرف سے بیعت ہے تو غیبت میں بیعت کا جواز ہو گیا اور حدیث صحیح میں ہے کہ جنہوں نے اس درخت کے نیچے بیعت کی ان سب اصحاب کو اصحاب شجرہ کہا جاتا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ اور یہ غیر معمولی شرفِ اور ثمرہ بیعت ہے۔ مزید ارشاد باری ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۔[1]

وہ جو تمہاری (آپ ﷺ کی) بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

کیونکہ رسول سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرنا ہے جس طرح رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے ان سب کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے کہ اللہ کریم ہاتھ (جسم و جسمانیت سے پاک ہے) مزید ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔[2]

اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر

۱۔ پ۲۶۔ الفتح ۲۔ پ۲۸۔ الممتحنہ

Marfat.com

بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

کتب تفاسیر و حدیث مبارکہ میں ہے کہ یہ بیعت فتح مکہ کے روز ہوئی اول آپ ﷺ نے مردوں سے اسلام و جہاد پر بیعت لی پھر ۴۵۷ عورتوں سے بیعت لی اس بیعت میں نہ ہی آپ ﷺ نے کسی عورت سے مصافحہ فرمایا اور نہ ہی انہیں دست اقدس چھونے دیا کیفیت بیعت یہ تھی کہ قدح (لگن) پانی میں آپ ﷺ نے دست مبارک ڈالا اور نکال لیا پھر اسی میں عورتوں نے اپنے ہاتھ ڈالے اور یہ بھی مروی ہے کہ بیعت کپڑے کے واسطے سے لی گئی اور ممکن ہے کہ دونوں طرح سے بیعت لی گئی ہو بیعت کے وقت مقراض (کپڑے کا ایک سرا شیخ کے ہاتھ میں جبکہ دوسرا مرید کے ہاتھ میں ہو) کا استعمال مشائخ کا طریقہ ہے اور یہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سنت ہے اور یونہی خلافت کے ساتھ ٹوپی یا خرقہ پہنانا مشائخ کا معمول ہے اور زبانی بیعت بھی درست ہے اس بیعت میں جو تفصیل ہے وہ اپنی توضیح خود ہے۔

مسلم شریف میں کتاب الامارۃ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

قَالَ علیه الصلوٰۃُ والسّلام مَنْ خلعَ یَداً مِنْ طَاعِةٍ لِقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا حُجَّۃَ لَہٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ بَیْعَۃٌ مَاتَ مِیْتَۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے امیر کی اطاعت سے اپنا ہاتھ نکال
لیا تو جب روز قیامت اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اس کے پاس کوئی
حجت نہ ہوگی اور جو مر گیا اور اس کے گلے میں کسی کی بیعت نہ تھی تو
وہ جاہلیت کی موت مرا۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِین اٰمَنو اتَّقُوا اللّٰہَ وَابۡتَغُوۡا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃ وجَاھِدُوۡا
فِیۡ سَبِیۡلِہٖ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ [1]

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اس کی طرف وسیلہ اور
مجاہدہ کرو اس کی راہ میں تا کہ تم فلاح کو پہنچو۔

اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت یا شیخ کامل ہے اور جَاھِدُوۡا سے مراد مجاہدہ نفس ہے بعض منکرین وَابۡتَغُوۡا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ سے مراد نیک اعمال لیتے ہیں اور یہ کیا خوب منطق ہے کہ عمل جو بغیر عامل کے قائم نہ ہو وہ تو وسیلہ ہو اور خود عامل وسیلہ نہ ہو عمل اعراض ہیں جو ہر نہیں اور کوئی عرض جوہر کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا لہٰذا اگر عمل وسیلہ ہو سکتا ہے تو عامل (شیخ کامل) بدرجہ اولیٰ وسیلہ ہوگا۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے رسالہ امامت میں وسیلہ سے مراد شیخ کامل لیا ہے۔ لکھا ہے: مراد وسیلہ شخصے است کہ "اقرب الی اللہ باشد"

ا۔ پ ٦۔ المائدہ

Marfat.com

بیعت کے بارے میں امام الھند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف ''القول الجمیل'' میں رقمطراز ہیں:

''بیعت کا طریقہ مسنون ہے اور یہ بیعت صرف بیعت خلافت تک محدود نہیں بلکہ عہد نبوی میں مختلف صورتیں واقع ہوئیں جیسے بیعت اسلام، ہجرت، جہاد اور توبہ صوفیاء کے اندر مروجہ بیعت بیعت تقویٰ ہے''

جس طرح علماء کی صحبت کے بغیر علم و صنعتی امور بغیر استاد حاصل نہیں ہوتے۔ اسی طرح مشائخ کامل کی بیعت کے بغیر عرفان الٰہی کی دولت بھی حاصل نہیں ہوسکتی اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

کیمیا پیدا کن از مشت گلے بوسہ زن بر آستان کاملے

بیعت کا مقصد کامل وابستگی ہے اور شیخ پر لازم ہے کہ وہ مرید کو جس نے بیعت کی ہے بغیر کسی غرض کے قبول کرے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق اس کی تربیت کرے اسے ادب و آداب سکھائے اور مرید پر لازم ہے کہ شیخ کی مکمل تابعداری کرے یہ دینی طریقہ ہے حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیھم اجمعین) کو تعلیم دی اور ان کی تربیت کی انہوں نے تابعین (رحمۃ اللہ علیھم اجمعین) کی اور انہوں نے تبع تابعینؒ کی اسی طرح سے اولیاء اللہ میں یہی طریقہ جاری ہے اور ان شا اللہ قیامت تک جاری رہے گا یہ مشائخ ہی اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ اور راستہ ہیں اور یہی راہ خدا کے دکھانے والے ہیں اور یہی وہ باب ہے جو راہ خدا کھولتا ہے اور اسی کا نام ضرورت شیخ ہے اور بیعت اس ضرورت کو پورا کرتی ہے راہ سلوک پر چلنے والا یعنی مرید وہ ہے جسے مجاہدات کی مشقت میں ڈالا جائے اور مراد وہ ہے جو

Marfat.com

منزل مقصود پالے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا وِفِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا

ا اور وہ لوگ جو ہماری راہوں میں مجاہدہ کرتے ہیں بالضرور ہم ان پر

اپنی راہیں کھول دیں گے

بیعت کے بعد دو چیزوں کی ضرورت ہے **اول صحبت شیخ دوم تعلیم وتربیت (تزکیہ)** کا دستور العمل صحبت کے بغیر تربیت وتزکیہ نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک اصولی امر ہے، معاشرتی، معاشی، فنون لطیفہ وغیرہ کے علوم کسی ماہر استاد کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتے یونہی شیخ کامل کی صحبت کے بغیر منازل سلوک کیونکر طے ہوسکتی ہیں لہذا اہم کتاب وسنت کی روشنی میں صحبت کے حوالے سے کچھ وضاحت کرتے ہیں کہ منکروں کے خلل کے ازالہ کا باعث ہو۔

اللہ کریم فرماتا ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اتَّقُوااللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ ۱

اے ایمان والواللہ سے ڈرواور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یعنی سچے لوگوں کی صحبت ورفاقت حاصل کرو معیت سے مراد صحبت ہے اس زمرہ وحلقہ میں شامل ہونا ہے جن کا چلن راستبازی ہے سچے لوگ کون ہیں تو بہت سی آیات قرآن اس پر ناطق ہیں صرف ایک عرض ہے جو کافی ہوگی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا

ا۔پ١٠ا۔توبہ

Marfat.com

وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِم وَاَنْفُسِھِمْ اُولٰئِکَ ھُمُ الصَّادِقُوْنَ۔[1]

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان و مال سے راہ خدا میں جہاد کیا یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُم بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ۔[2]

اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح و شام اس کی رضا چاہتے یعنی اے حبیب مکرم غربا صحابہ کو کفار کے کہنے پر اپنی صحبت و معیت سے دور نہ فرمایئے۔

یہ آیت صحبت شیخ پر گویا نص ہے۔ مزید ارشاد ہے:

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔[3]

تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

مفسرین کرام نے فرمایا ہے بے دینوں کی مجلس میں بیٹھنا منع ہے اور ان کی صحبت ہم نشینی سے باز رہنا ہے یونہی صالحین دینداروں کی صحبت درست ہے بلکہ ضروری ہے۔ نیز ارشاد ہے:

ا۔پ۲۶۔الحجرات ۲.پ۷الانعام ۳۔پ۷۔الانعام

Marfat.com

"وَمَن يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ"

جسے رحمٰن کے ذکر سے شب کوری ہو ہم اس پر ایک شیطان تعینات

کریں کہ وہ اس کا ساتھی ہے

تو ظاہر ہوا ذکر الٰہی سے بیزاروں کے لئے شیطان کی مصاحبت ہے اور یاد الٰہی والوں کے لئے عباد الرحمٰن کی صحبت کیوں نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اچھی صحبت کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی عطار کے پاس بیٹھے عطر خریدے نہ خریدے اچھی لپٹ ضرور آئے گی اور بری صحبت کی مثال بھٹیارے کے پاس بیٹھنے کی ہے کچھ لے نہ لے آگ کے شرارے یا دھواں تو ضرور پہنچے گا۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوالے سے گلستان میں لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بروں کی صحبت میں بیٹھا اس کی خاندانی نبوت گم ہوگئی اور یونہی علماء فرماتے ہیں کہ اصحاب کھف کا کتا اولیاء کی صحبت کی برکت سے ایسا ہو گیا کہ اس کی جبلت ولبادہ بدل گیا اور وہ جنت میں بلعم باعور کی شکل میں داخل ہوگا اور سعدی نے ایک زمین کے قطعہ کو دیکھا کہ اس سے خوشبو آرہی تھی تو پوچھنے پر اس قطعہ زمین نے بتایا کہ وہ چند روز گلوں (پھولوں) کی صحبت میں رہی تو ؎

جمال ہم نشین درمن اثر کرد وگرنہ من ہماں مُشت خاکم

مذکورہ آیات وبیان صحبت کی ضرورت واہمیت کو واضح کررہی ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ شیخ طریقت جس کی صحبت اختیار کی جائے تو وہ کیسا ہو تو ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا۔[1]

اور اس کا کہانہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا یعنی جو اہل ذکر سے نہیں اس کی پیروی مت کرو۔

مزید ارشاد ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔[2]

اور س کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا

یعنی نبی کریم ﷺ اور آپ کے آل واصحاب کی راہ اسی کو مذہب اہل سنت وجماعت کہتے ہیں: مزید ارشاد ہے:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

تو پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ اگر شرعی مسئلہ کی تصدیق وتحقیق مطلوب ہے تو علماء مجتہدین سے رابطہ کرو اور اگر مسائل طریقت کا حل درکار ہے تو اہل اللہ اور اولیاء کرام کی خدمت میں حاضری دو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیخ یا پیر وہ ہے جو سر سے قدم تک یاد الٰہی میں ہو اور متابعت سنت کے دائرہ سے قطعاً نہ نکلے صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں شیخ وہ ہے جس کی صحبت میں اللہ یاد آجائے اور دنیا کی محبت کم ہو اور محبت الٰہی میں ترقی ہو شیخ طریقت کے لئے ضروری ہے۔

۱۔پ۱۵۔الکھف ۲۔پ۲۱۔لقمٰن ۳۔پ۱۷۔الانبیاء

Marfat.com

(۱) راسخ العقیدہ اہل سنت وجماعت سے ہو کہ یہی فرقہ ناجیہ ہے مجدد ربانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

پس چاہئے کہ اہل سنت وجماعت کے معتقدات پر اپنے اعتقاد کا مدار رکھیں اور زید وعمر کی باتیں نہ سنیں جھوٹے قصوں پر کام کا مدار رکھنا خود کو ضائع کرنا ہے فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے تاکہ نجات کی امید پیدا ہو وَدُوْنَهٗ خَرْطُ الْقَتَادِ ورنہ بے فائدہ تکلیف ہے۔[۱]

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے کی پیروی سے مخالفت کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع وپیروی کا دعویٰ کرنا سراسر باطل ہے بلکہ ایسی اتباع درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی معصیت اور نافرمانی ہے لہذا صحابہ کرام سے مخالف طریقہ اختیار کر کے نجات کی بحالی وگنجائش اور نجات کا امکان کہاں ہے یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰی شَیْءٍ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْکٰذِبُوْنَ ۔ان گمراہوں کا گمان ہے کہ وہ بھی کسی صحیح مسلک پر ہیں سن لو یہی لوگ جھوٹے ہیں اور اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ صحابہ کرام کی اتباع کا پابند صرف اہل سنت وجماعت کا گروہ ہے شکر اللہ تعالیٰ سعیھم لہذا نجات پانے والا فرقہ بھی یہی ہے۔[۲]

۱۔مکتوب ۲۵۱ دفتر اول حصہ چہارم ۲۔مکتوب نمبر ۸۰ دفتر اول حصہ دوم

Marfat.com

(۲) شیخ کا سلسلہ سلاسل کے حوالے سے سرکار دو عالم ﷺ تک متصل ہو۔

(۳) عالم دین ہو باعمل ہو متقی ہو بدعات و خرافات سے بچنے والا بلکہ ان کا مٹانے والا ہو۔

(۴) اخلاق جاہلیہ سے مزین ہو۔

(۵) ظاہری باطنی آداب طریقت کی خوب رعایت رکھنے والا ہو۔

ہم نے صرف ان پانچ باتوں پر اکتفا کیا ہے وگرنہ کتب تصوف میں ان کی بہت زیادہ تفصیل ہے۔ جب ایسا شیخ میسر آجائے تو صوفیاء کے نزدیک اس کے تزکیہ کا دستور العمل مفصل ہے۔ جس کا ہم مختصر سا تذکرہ کریں گے کہ اجمال تفصیل کا جامع ہو یہ دستور العمل کتاب وسنت سے ماخوذ ہے اور اس کے اہم نکات یہ ہیں:

۱۔ توبہ

۲۔ فرائض وواجبات وسنن کی پابندی

۳۔ نوافل کے ذریعہ قرب الٰہی، شب بیداری ونماز تہجد پڑھنا

۴۔ تلاوت قرآن ترتیل کے ساتھ

۵۔ ذکر الٰہی بالخصوص اسم ذات ودیگر تسبیحات اور صلوٰۃ وسلام

۶۔ بحث وتمحیص سے پرہیز اور منکرین ومخالفین سے انقطاع

۷۔ خلوت واعتکاف وسکوت

۸۔ فکر ومراقبہ اور محاسبۂ نفس

۹۔ صبر وتوکل

۱۰۔ مخلوقِ خدا سے محبت اور خدمتِ خلق

Marfat.com

اب ہم ان دس نکات پر کتاب وسنت کی روشنی میں شذرہ لکھیں گے کہ منکرین تصوف پر واضح ہو جائے کہ یہ دستورالعمل شریعت کی روح، مغزِ قرآن اور حقیقتاً جوہرِ قرآن ہے۔

1۔توبہ

شیخ پر لازم ہے کہ مرید کو حلقہ بگوش ہونے سے پہلے توبہ کرائے۔توبہ کے لغوی معنی رجوع کرنے ،لوٹنے اور برائی سے باز آنے کے ہیں یعنی جس فعل سے اللہ نے منع فرمایا اس سے بخوفِ الٰہی باز آجانا توبہ ہے۔عرفِ عام میں گناہوں کو چھوڑنے اور ان سے باز آنے کا نام توبہ ہے۔ارشاد باری ہے:

وَتُوْبُوْ ا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعاً اَیُّھَا الْمُؤمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْن ۔[1]

اے ایمان والو اللہ کی طرف توبہ کرو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ

اس آیت سے واضح ہے:

ا۔بندہ گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے ایمان میں کوئی خلل واقعہ ہوتا ہے

۲۔حکم توبہ اللہ کی مغفرت پر مشیر ہے۔

۳۔توبہ کا نتیجہ فلاح ہے۔

مزید ارشاد ہے:

ا۔پ ۱۸۔النور

Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔[۱]

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور گناہوں سے پاک رہنے والوں کو (یا ستھرا رہنے والوں) کو پسند کرتا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَن لَّا ذَنْبَ لَهُ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس پر کوئی گناہ نہیں نیز ارشاد فرمایا جب حق تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو گناہ اس کو نقصان نہیں دیتا۔ یعنی توبہ کی توفیق ملتی ہے اور گناہ محو ہو جاتے ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔[۲]

اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں ہیں۔

یعنی توبہ صادقہ جس کا اثر تائب کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے باز رہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے توبۂ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد تائب گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسے بکری کے

۱۔ ۲۔ پ ۲۸، التحریم

Marfat.com

تھنوں سے نکلا ہوا دودھ دوبارہ تھنوں میں نہیں لوٹتا۔ مزید ارشاد ہے:

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ ......وَبَشِّرِالْمُؤْمِنِیْنَ [1]

''توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اور حمد وثناء کرنے والے

۔۔۔۔اور مومنوں کے لئے بشارت ہے

حضرات مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ تائب عابد وحامد سے افضل ہے اس لئے کہ تائب کا ذکر مقدم ہے۔ یہ بہت بڑا موضوع ہے اور ہم اختصار سے احاطۃ لکھتے ہیں:

۱۔ اگر کبیرہ گناہ چھوڑ دو گے تو صغیرہ اللہ خود معاف کر دے گا۔[2]

۲۔ صغیرہ گناہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ توبہ سے کبیرہ نہیں رہتا اور کسی گناہ کو کمتر نہ سمجھے۔

۳۔ اگر توبہ سچی کرو گے اور ایمان لاؤ گے اور اچھے کام کرو گے تو اللہ تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا۔[3]

۴۔ گناہوں پر ندامت توبہ ہے۔[4]

۵۔ توبہ کے درجات

i۔ اول: ندامت ii۔ دوم: توبہ iii۔ سوم: انابت

۶۔ جزوی توبہ بھی درست ہے یعنی سارے گناہ نہیں چھوڑتا

۱۔ پ ۱۱۔ التوبۃ ۲۔ پ ۵۔ النساء ۳۔ پ ۱۹۔ الفرقان ۴۔ الحدیث

Marfat.com

تو جتنے چھوڑ سکتا ہے چھوڑ دے یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

۷۔ صحت توبہ یہ ہے کہ چھوڑے ہوئے حقوق الٰہیہ کی قضا ادا کرے اور حقوق العباد لوٹائے یا معاف کرائے۔

۸۔ صحیح توبہ کے بعد اگر قائم نہ رہا تو نئے سرے سے پھر توبہ کرے پچھلی توبہ بھی درست تھی اور موجودہ بھی اس لئے کہ توبہ پر ہمیشہ قائم رہنا شرط نہیں۔

۹۔ توبہ میں عجلت کرے کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ (حدیث)

۱۰۔ ہر دن میں ستر یا سو مرتبہ توبہ کرنا سنت ہے اور اس کے بے شمار فوائد جیسے گناہوں کی معافی، رحمت کی بارش اور اموال سے مدد ہو گی۔[۱]

طریقت میں یہ دستور ہے کہ کسی مردِ حق کے ہاتھ پر توبہ کرے اور یہ امر سنت ہے اور مشائخ کے نزدیک توبہ یہ ہے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے تَوْبَةُ الْعَوَامِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَتَوْبَةُ الْخَوَاصِ مِنَ الْغَفْلَةِ عوام کی توبہ گناہوں سے ہے جبکہ خواص کی توبہ غفلت سے ہے تو ایسے مردِ حق کے ہاتھ پر توبہ کرے جو مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ میں سے نہ ہو۔

۱۔ پ ۲۹۔ نوح

Marfat.com

۲۔فرائض وواجبات اور سنن کی پابندی:

دین اسلام میں فرائض سے مراد صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم اور حج ہیں اور ان سب کی اصل ایمان ہے یہ پانچوں اموراس قدر تفصیل طلب ہیں کہ ہر ایک کے لئے ایک بڑی کتاب لکھی جاسکتی ہے جبکہ ہمارا مقصد تصوف اسلامی کی حقیقی قدروں کو اجاگر کرنا ہے لہذا اجمالی ذکر کافی ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عَنْ اِبْنَ عُمَر رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلوٰةِ وَاِیتَاءِ الزَّکوٰةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ [1]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ امور پر ہے اس امر کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اور حج اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا

ایمان لانے کے بعد یہ لازمی ہے کہ اسلام کے سوا تمام ادیان سے بے تعلق ہو جائے کہ اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام [2]

۱۔بخاری ۲۔پ۳۔البقرہ

Marfat.com

بے شک دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور اسلام کے سوا کوئی دین قبول ہی نہیں ارشاد ربّ کریم ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ؁۱

اور جس نے اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کیا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اسلام میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بنیادی فرائض ہیں ان فرائض کی تفصیلات، جیسے شرائط نماز، اوقات نماز، نماز کے واجبات سنن زکوٰۃ کا نصاب مصارف زکوٰۃ، روزہ کے تفصیلی احکام جیسے سحر وافطار، بری باتوں کا ترک اور عبادات جیسے تراویح وغیرہ اور حج کی شرائط، ارکان، واجبات اور سنن کا علم ضروری ہے اور ان کی پابندی لازمی ہے امور واجبہ میں صدقہ فطر اور قربانی بھی ہے سنتوں کا التزام لازمی ہے ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا (او فلا تتركوها) فَاِنَّ السُّنَنَ هِيَ اَنْوَارُ اللّٰهِ وَ مَوَائِدُ نِعْمَتِ اللّٰهِ

بے شک اللہ نے فریضے مقرر کر دیئے تو تم انہیں ضائع نہ کرو (یا ترک نہ کرو) تو رہیں سنتیں تو یہ اللہ کے انوار اور نعمت الٰہی کی تائید ہے

۱۔پ۳۔آل عمران ۲۔ترمذی

Marfat.com

مجدد ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

چونکہ صوفیاء کے طریقے کمال و تکمیل کے مرتبوں میں اصالۃً متفاوت ہیں اس لئے ایسے طریق کار کا اختیار کرنا جس میں سنت سَنِیّہ کی متابعت زیادہ لازم اور احکام شرعیہ کے بجالانے کے زیادہ موافق ہو بہت ہی بہتر اور مناسب ہے۔[1]

مزید ارشاد ہے:

اول اپنے عقائد کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے موافق درست کریں دوسرے فرض و سنت و واجب و مندوب، حلال و حرام ،مکروہ و مشتبہ کا علم جو فقہ میں مذکور ہے حاصل کریں اور اس علم کے موافق عمل درست کریں۔[2]

۳۔نوافل، تہجد (کے ذریعہ قرب الٰہی)

اگرچہ نوافل اور نماز تہجد اور قیام اللیل فرض و واجب نہیں لیکن کتاب و سنت میں اس کی رغبت دلائی گئی ہے۔ ارشاد باری ہے:

۱۔ قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيلًا۔[3]

اے محبوب رات کو قیام کرو مگر تھوڑا

۲۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَّقِيَاماً

۱۔ مکتوب ۲۴۳، دفتر اول حصہ چہارم ۲۔ ایضاً ۲۴۷ ۳۔ پ ۲۹۔ المزمل ۴۔ پ ۱۹۔ الفرقان

Marfat.com

اور وہ لوگ جن کی راتیں گزر جاتی ہیں سجدوں میں اور قیام میں

۳۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۔[۱]

ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے۔

۴۔ وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ۔[۲]

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے

تہجد نفلی عبادتوں میں افضل ترین ہے احادیث مبارکہ میں ہے۔

۱۔ کَانَ صَلٰوۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یَعْنِی بِاللَّیْلِ ۔[۳]

آپ ﷺ کی تہجد کی نماز تیرہ رکعت ہوتی (بشمولیتِ رکعاتِ وتر)

۲۔ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَلَاثَ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً مِنْھَا الْوِتْرُ وَرَکْعَتَی الْفَجْرِ ۔[۴]

رات کو آپ ﷺ تیرہ رکعت پڑھتے جن میں وتر اور سنت فجر کی دو رکعتیں بھی شامل ہوتیں

۱۔ پ ۲۱۔ السجدہ ۲۔ پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۳۔ بخاری ۴۔ بخاری

Marfat.com

۳۔ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَكَانَ بَعْدَهُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا۔[1]

عبداللہ (ابن عمر رضی اللہ عنہ) اچھا آدمی ہے کاش وہ تہجد پڑھتا اس کے بعد سے وہ رات کو نہ سوتے مگر تھوڑا۔

۴۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِذَا شَآءَ اَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا۔[2]

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی اکرم ﷺ ایک رات ان کے اور فاطمہ بنت رسول اللہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آئے اور فرمایا تم دونوں نماز کیوں نہیں پڑھتے میں نے کہا یا رسول اللہ ہماری جانیں تو خدا کے اختیار میں ہیں جب وہ ہمیں اٹھائے گا تو ہم اٹھ جائیں گے۔

۵۔ يَاعَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ۔[3]

آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ اس شخص کی طرح نہ ہونا جو رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے چھوڑ دیا۔

۱۔ بخاری شریف ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً

Marfat.com

ان احادیث کی روشنی میں مزید کوئی گنجائش نہیں کہ رات کی عبادت گونفلی ہے مگر اس کی خوب رغبت دلائی گئی اگر ہم فضائل پر بات کریں تو طوالت کا ڈر ہے تاہم یہ حدیث قدسی ہے

يَتَقَرَّبُ اِلَى اللهِ بِالنَّوَافِلِ۔[1]

اللہ فرماتا ہے:

بندہ نوافل کی کثرت سے قربِ الٰہی حاصل کرتا ہے

اور شب بیداری نفس کو روندنے والی اور بات کو خوب بنانے والی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے

هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِيْلاً۔[2]

اور یہ صوفیاء کے دستور العمل کا ایک اہم امر ہے۔

۴۔ تلاوت قرآن بالترتیل:

ترتیل کے معنی ہیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلاً۔[3]

اور قرآن حکیم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو

مزید ارشاد ہے:

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلاً۔[4]

ہم نے یونہی قرآن کو بتدریج اتارا کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا

۱۔ بخاری ۲۔ پ۲۹۔ المزمل ۳۔ پ۲۹۔ المزمل ۴۔ پ۱۹۔ الفرقان

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں قراءت میں ترتیل کرنے یعنی ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے پڑھنے اور اچھی طرح ادائیگی کا حکم فرمایا تاکہ معانی میں تدبر حاصل ہو اور مفہوم قرآن تک رسائی ہو اور تلاوت سے باطن میں انوار کا ورود ہو اور تمہارے قلب میں اس کی تاثیر خوب اثر کرے اور آنکھیں آنسو برسائیں جیسا کہ نجاشی بادشاہ اس کے درباری اور اس کی قوم کے علماء نے جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سورہ مریم اور طٰہٰ کی آیات سنیں ان کا حال اللہ کریم نے خود بیان فرمایا ہے:

وَاِذَا سَمِعُوا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ
مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ [1]

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھو
کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے

یعنی وہ سب زار و قطار رونے لگے اور ان کے دلوں میں رِقّت پیدا ہوگئی قرآن ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا اثر جب دوسروں پر یوں ہے تو خود پڑھنے والے کا جب وہ معانی کو بھی سمجھ رہا ہو کیا حال ہوگا اسی طرح حبشہ کے ستر آدمی جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ سے سورہ یٰسین سنی تو بہت روئے قرآن حکیم کی تلاوت صبح و شام ضروری ہے جب چاہے پڑھے مگر رات کے وقت تلاوت قرآن طریقت کا وہ درس ہے جو خصوصی طور پر سنت نبوی اور سنت صحابہ ہے اور یہ وہ امر ہے جو ترقی ایمان اور توکل علی اللہ کا ذریعہ ہے ارشاد باری ہے:

---

[1] پ ۷۔ المائدہ

Marfat.com

وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۔۱

اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں

یہ تو تمام انبیاء کی مشترک کیفیت حال ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۔۲

جب ان پر (انبیاء علیہم السلام) رحمٰن کی آیتیں پڑھی جائیں گر پڑتے سجدے کرتے اور روتے

مفسرین کے نزدیک لوگوں کا رونا سماعت آیات کے وقت مستحب ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ بلاشبہ ایک رات رسول اللہ ﷺ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پست آواز کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے پایا لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے (گھر) پاس سے گزرے تو انہیں بلند آواز سے تلاوت کرتے پایا پھر جب دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں نے تمہیں نماز میں آہستہ تلاوت کرتے ہوئے پایا تو آپ نے عرض کیا قَدْ اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰه" میں جس ذات سے مناجات کر رہا تھا اس کو سنا تا تھا اور فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ میں جب

۱۔پ۹۔الانفال ۲۔پ۱۶۔مریم

Marfat.com

تمہاری طرف سے گزرا تو تمہیں بلند آواز سے قراءت کرتے سنا تو انہوں نے عرض کیا یـــا رَسُولَ اللّٰہ اُوْ قِظاً لوَسْنَانَ و اَطْرُدُ الشَّیْطَانَ میں سوتوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا تو ارشاد فرمایا یا اَبابکرِ اِرْفَع مِنْ صَوْتِکَ شَیْئاً وَقَالَ لِعُمَر اَخْفِضْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئاً ابوبکر تم آواز تھوڑی بلند کرو اور عمر تم آواز کو تھوڑا پست کرو۔

ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت کیا ہے کَـــانَـتْ قرائۃُ النَّبِیِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم بِاللَّیْلِ یَرْفَعُ طَوْراً وَیَخْفِضُ طَوْراً۔

رات کی نماز میں آپ ﷺ کا انداز مختلف تھا کبھی قراءت آہستہ کرتے کبھی بلند آواز سے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ’’کَـانَـتْ مَـدّاً مَـداً ثُـمَّ قَـرَ ءَ بِسْـمِ الـلّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم یَمُدُّ بسم اللّٰہ ویمدُ بِالرَّحمٰنِ وَیَـمُـدُّ بِـالرَّحِیمِ‘‘ نبی علیہ السلام ترتیل کے ساتھ طویل قراءت فرماتے اور تلاوت سے پہلے تسمیہ پڑھتے اور بسم اللہ کو کھینچ کر پڑھتے اور اسی طرح رحمٰن اور رحیم کو بھی کھینچ کر پڑھتے۔

۵: ذکر الٰہی: (ذکر اسم ذات و تسبیحات اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام)

تصوف کے دستور العمل کا یہ پانچواں نکتہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ا۔ یـٰٓاَ یُّھَـا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً وَسَبِّحُوہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً ا

ا۔ پ ۲۲۔ احزاب

Marfat.com

اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بولو
مفسرین کا ارشاد ہے اطراف لیل ونہار کا ذکر کرنے سے ذکر کی طرف اشارہ ہے

۲: وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔[۱]

اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

۳: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۔[۲]

اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

یعنی عبادت میں انقطاع کی یہ صفت ہو کہ دل ماسوا میں مشغول نہ ہو اور سب علائق منقطع ہو جائیں اور بس توجہ صرف اسی کی طرف ہو۔

۴۔ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۔[۳]

اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

۵۔ فَاذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ ۔[۴]

تو تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا

مفسرین فرماتے ہیں ذکر کی تین صورتیں ہیں ذکر لسانی، ذکر قلبی اور ذکر بالجوارح ذکر لسانی تو ثناء، تسبیح وتقدیس ہے، استغفار ہے۔ ذکر قلبی نعماء الٰہیہ کا تذکرہ ہے اور ذکر بالجوارح جیسے نماز میں قیام ورکوع اور حدیث صحیحین میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر وہ جماعت

۱۔ پ۲۸ الجمعہ ۲۔ پ۲۹ المزمل ۳۔ پ۲۶۔ الفتح ۴۔ پ۲ البقرۃ

Marfat.com

میں یاد کرتے ہیں تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ فرماتا ہے اگر مجھے یاد کرو گے تو میں تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا ذکر ہی میں وہ برکت خصوصی ہے کہ جس سے دلوں کو طمانیت ملتی ہے ارشاد باری ہے

اَلا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبِ [1]

آگاہ رہو کہ دلوں کا سکون اللہ کے ذکر کے ساتھ ہی ہے

اور مزید ارشاد ہے

فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ [2]

تو بے شک ذکر مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

۶: وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا

اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو (یاد کرو)

حدیث شریف میں ننانوے اسماء الٰہیہ آئے ہیں اور یاد کرنے والے کے لئے جنت ہے ہم نے اسی پر انحصار کیا ہے ورنہ آیات کثیرہ اس موضوع پر موجود ہیں اور یہ مذکورہ سب آیات ذکر الٰہی کو شامل ہیں اور یہ قرآن کی تعلیم ہے دعوت ہے اور صوفیاء اس کے داعی ہیں صرف داعی ہی نہیں بلکہ بالفعل اس طاعت میں مشغول ہیں اور حلقہ بگوش کو بھی یہ درس دیتے ہیں اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

فقرِ قرآن ! اختلاط ذکر و فکر — فکر را کامل ندیدم جز بہ ذکر

۱۔ پ ۱۳۔ الرعد — ۲۔ پ ۲۷۔ الذریت

Marfat.com

اب چند ایک احادیث بھی پیش خدمت ہیں کہ متوازی اور غیر متوازی کے متوالوں کو تصوف کے حسن کا نظارہ ہو سکے اور غشاوت بصری کا علاج ہو اور مردہ دلوں کو زندگی کی نعمت کا ادراک ہو۔

ا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ [1]

اس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں زندہ کی سی ہے اور جو ذکر نہیں کرتے وہ مردہ کی طرح ہیں۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حَلَقُ الذِّکْرِ [2]

جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو اس کے میوے کھاؤ عرض کیا گیا اور جنت کے باغات کون سے ہیں فرمایا اللہ کے ذکر کے حلقے

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَایَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ [3]

جب کوئی جماعت ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتی ہے تو فرشتے انہیں گھیر

ا۔ متفق علیہ ۲۔ ترمذی ۳۔ صحیح مسلم

Marfat.com

لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے ان پر سکینہ (اطمینان) اترتی ہے اور اللہ ان کا تذکرہ ان سے فرماتا ہے جو اس کے قرب میں ہوتے ہیں

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ شَئٍ صَقَالَةٌ وَصَقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ ۔[1]

ہر چیز کے لئے صفائی (چمکانے) کی کوئی چیز اور دلوں کی صفائی اللہ کا ذکر ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کے عذاب سے مکمل نجات دلا دے تو وہ ذکر الٰہی ہے صحابہ نے عرض کیا کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں فرمایا وہ بھی نہیں یہاں تک کہ لڑتے ہوئے تمہاری تلوار بھی ٹوٹ جائے۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةٌ وَتِسْعِيْنَ اَسْمَاءً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔[2]

بے شک اللہ کے ننانوے نام ہیں جو ان کی مواظبت کرے گا یا یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۱۔ بیہقی ۲۔ متفق علیہ

Marfat.com

خود اندازہ لگا لیجئے کہ اسم ذات اللہ کے ورد کی کیا شان ہوگی۔

۶۔حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔[۱]

سب سے افضل چار کلمات ہیں (۱) سبحان اللہ (۲) الحمد للہ (۳) لا الہ الا اللہ (۴) اور اللہ اکبر

اور ایک روائت (مسلم ہی کی روائت) اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ یعنی اللہ کے نزدیک محبوب ترین کلمات اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روائت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے

اَحَبُّ اِلَىَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ۔[۲]

مجھے ہر اس چیز سے بڑھ کر محبوب ہیں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے

۷۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔[۳]

"دو کلمے جو زبان پر آسان ہیں لیکن میزان عمل میں بھاری اور رب رحمٰن کو بڑے محبوب ہیں وہ یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

۱۔صحیح مسلم　　۲۔مسلم　　۳۔متفق علیہ

Marfat.com

۸۔حضرت مکحول رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَکْثِرُ مِنْ قَوْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ کَنْزِ الْجَنَّۃِ۔[۱]

لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی کثرت کرو کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ہے

۹۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَاللّٰہِ اِنِّی لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً۔[۲]

اللہ کی قسم میں اللہ سے دن میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگتا ہوں

اور مسلم شریف کی حدیث میں مائۃ مرۃ یعنی سو مرتبہ آیا ہے۔

۱۰۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلَ مَنْ یُدْعٰی اِلَی الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الَّذِیْنَ یَحْمِدُوْنَ اللّٰہَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ۔[۳]

قیامت کے روز جن کو جنت کے لئے سب سے پہلے بلایا جائے گا

وہ لوگ ہوں گے جو آسانی اور تنگی میں اللہ کی حمد (ذکر الٰہی) کرتے

رہے ہوں گے۔

۱۔ترمذی ۲۔صحیح بخاری ۳۔بیہقی شعب الایمان

Marfat.com

(۲) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام:

ارشاد باری ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔[۱]

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی اکرم ﷺ پر

اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو

نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجنا فرض ہے اس لئے ظاہر امر وحکم وجوب کے لئے ہے اگر چہ عمر میں ایک ہی مرتبہ ہو اور جمہور کے نزدیک درود وسلام کی کثرت واجب ہے اور جب بھی آپ ﷺ کا اسم گرامی لیا جائے یا آپ کا تذکرہ ہو ہر بار صلوٰۃ وسلام عرض کرنا واجب ہے، امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

''رَغِمَ اَنْفُہٗ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ''

اس کی ناک خاک آلودہ ہوئی جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا

اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَمَاتَ دَخَلَ النَّار

جس کے سامنے میرا ذکر ہوا تو اس نے مجھے پر درود وسلام نہ بھیجا پھر

۱۔ الاحزاب ۲۲

Marfat.com

مر گیا تو دوزخ میں گیا

اور طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

شَقِیٌّ عَبْدٌ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ''

بد بخت ہے وہ بندہ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر صلوٰۃ نہ پڑھے۔

یہ حدیث واضح کر رہی ہے اہل شقاوت، درود سے محروم ہیں اور اہل سعادت درود سے مبارک ہیں اور صوفیاء کرام کا گروہ وہ ہے جن کی صحبت میں بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا بلکہ اسکی شقاوت سعادت میں بدل جاتی ہے اور حدیث بخاری میں ہے

'لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ''

اللہ کے دوستوں کا ہم مجلس (حلقہ نشین) بد بخت نہیں ہوتا

یہ استدلال کا معاملہ نہیں یہ فیضان نظر و صحبت کا معاملہ ہے عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

گر با ستدلال کا رِ دیں بُدے   فخر رازی، راز دار دین بدے

اگر دین کا معاملہ استدلال کے ساتھ ہوتا تو امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ دین کے راز دار ہوتے مزید فرماتے ہیں

گر تو سنگ خار ای مر مر شوی   چوں بصاحب دل رسی گو ہر شوی

اگر تو سنگلاخ پتھر ہے تو مرمر ہو جائے گا جب کسی اللہ والے کے پاس پہنچے گا تو موتی ہو جائے گا۔

Marfat.com

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی مجلس میں بیٹھنے سے منع فرمایا جس میں ذکر خدا نہ ہو اور آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام نہ بھیجا جاتا ہو ایسے لوگ روز قیامت حسرت زدہ اور افسوس میں ہوں گے اگر اللہ چاہے، تو انہیں بخش دے اور اگر چاہے تو عذاب میں ڈالے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں حدیث شریف نقل کی ہے

''مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْراً''

جو مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے

اور ایک حدیث میں دس گناہ مٹا کر دس درجے بلند فرمانے کا ذکر ہے جمہور مشائخ کا ارشاد ہے کہ طریق سلوک، تحصیل معرفت اور قرب الٰہی کے حصول کے لئے جبکہ اولیاء کرام کا وجود مفقود ہو یا جس زمانہ میں موجود نہ ہوں تو شریعت پر التزام اور نبی کریم ﷺ پر درود کی کثرت لازم ہے۔ یہ مرشد متصرف کا کام دے گا اور درود کی کثرت سے باطن میں ایک نور پیدا ہو جاتا ہے جس سے منازل سلوک طے پا جاتے ہیں اور بارگاہ عالی جناب سے فیضان و امداد حاصل ہوتی ہے اور معیت الٰہیہ تک ترقی ہوتی ہے اور جس نے صلوٰۃ وسلام کو ترک کیا تو اس نے جنت کی راہ گم کر دی۔ (جیسا کہ ابن ماجہ میں مروی ہے)

۶: بحث وتمحیص سے پرہیز اور مخالفین ومنکرین سے انقطاع

بحث وتمحیص اچھی بات نہیں جبکہ بے مقصد ہو یا خود غرضی پر مبنی ہو اگر علمی فوائد مطلوب ہوں اور عملی راہ نمائی کی ضرورت ہو تو بلاشبہ یہ اچھی بات ہے لا یعنی امور سے بچنا

Marfat.com

حسن اسلام ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے

حُسنَ اِسلَامِ المَرءِ ترکُہٗ مَالَا یَعنِیہِ

آدمی کے اسلام کی خوبی ہی یہ ہے کہ وہ لایعنی امور سے پرہیز کرے

اور کوئی ایسی صورت پیش آئے تو قرآن حکیم کی سورۃ المزمل میں ارشاد ہے

" وَاھجُرھُم ھَجراً جَمِیلاً "

اور ان سے عمدگی کے ساتھ الگ یا ایک طرف ہو جاؤ

لڑائی جھگڑے یا تیز کلامی کی نوبت ہی نہ آئے اور راہ سلوک اسی امر کا متقاضی ہے کہ نہایت عمدگی سے اپنا راستہ الگ کرلو اور مخالفین و منکرین کی باتوں پر صبر کرو کیونکہ ایسے امور میں الجھنا تمہیں منزل سے دور کر دے گا جو دستور العمل کے ہرگز موافق نہیں

قرآن حکیم میں سورۃ الفرقان میں ارشاد ہے:

وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الجَاھِلُونَ قَالُوا سَلاماً۔

اور جب جاہلوں سے تمہارا واسطہ پڑے تو کہو سلام ہے

یعنی سلام متارکت کا رویہ اختیار کرو کہ الجھنا تو خرابی ہے مزید ارشاد ہے

وَاِذَا مَرُّوا بِاللَّغوِ مَرُّوا کِرَاماً۔

اور اللہ کے بندے جب لغو امور سے گزرتے ہیں تو پہلو بچا کر نکل

جاتے ہیں

ایک اور جگہ مزید ارشاد باری ہے

خُذِالعَفوَ وَاْمُر بِالعُرفِ وَاَعرِض عَنِ الجَاھِلِینَ (پ۱۴ النحل)

Marfat.com

درگزر (چشم پوشی) سے کام لو (معاف کر دو) اور بھلائی (اچھی) بات کا کہو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

امام بخاری و مسلم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

''وَ كَرِهَ لَكُمْ قِيلَ و قَالَ و كَثْرَةُ السُّوَالِ وَ اِضَاعَةُ الْمَالِ

''اور اللہ نے مکروہ جانا قیل وقال اور سوال کی کثرت اور مال کا ضائع کرنا قیل وقال سے مراد ہے فضول لغو باتیں، کج بحثی اور بے مقصد گفتگو اور صاحب حکمت وہی ہے جو مطلوب سے غرض رکھے

۷: خلوت سکوت اور اعتکاف

خلوت سے یہاں مراد محض تنہائی نہیں بلکہ وہ تنہائی ہے جو مع اللہ ہو اور ایسی تنہائی سالک الطریقت کے لئے مفید ہے اور ایسا تربیت کے لئے ہے کہ غیبت و چغلی سے بچے دنیا کی باتوں سے دور ہو اور تنہائی کو ذکر الٰہی سے غور و فکر سے منور کرے اور شیخ کے حکم کے بغیر یہ ہرگز درست نہیں بلکہ ہلاکت کا اندیشہ ہے ارشاد نبوی ہے:

اَلشَّيْطَانُ مَعَ الْوَاحِدِ شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے

وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَد دو آدمی ہوں (اکیلے کی بہ نسبت) دور ہوتا ہے

خلوت مع اللہ کا اختیار کرنا اتباع سنت کے لئے بھی ہے کہ صحیح بخاری میں آغاز وحی والی حدیث میں مذکور ہے

وَحُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ

اور آپ ﷺ کو نزول وحی سے پہلے تنہائی محبوب ہوگئی

Marfat.com

اور آپ ﷺ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے تھے عوارف المعارف میں شیخ کریم حضرت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر وراق رحمۃ اللہ کا قول نقل کیا ہے۔

"دنیا اور آخرت کی بھلائی خلوت اور قلت میں ہے اور دونوں کی برائی کثرت وجلوت میں ہے"

خلوت کا مقصود خیالات کی یکسوئی اور باطن کی صفائی ہے اور جلسہ بھی اسی قبیل سے ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے جو شخص خلوص دل کے ساتھ چالیس دن تک عبادت الٰہی میں مشغول رہے تو اللہ اس کے دل پر ابواب حکمت کھول دیتا ہے اور رغبت دنیا کم ہو جاتی ہے اور آخرت سے لگاؤ بڑھ جاتا ہے (عوارف) اور قرآن حکیم میں ارشاد ہے وَاِذْ وَعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً اس پر کافی دلیل ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

اَلْوَحْدَۃُ خَیْرٌ مِّنْ جَلِیْسِ السَّوْءِ وَالْجَلِیْسُ الصَّالِحُ خَیْرٌ مِنَ الْوَحْدَۃِ برے ساتھی سے تنہائی بہتر ہے اور اچھا ساتھی تنہائی سے بہتر ہے۔[1]

سکوت:

سکوت کے معنی خاموشی اور بات چیت سے رکنے کے ہیں خاموشی میں بہت سے فائدے ہیں اور بولنے میں بہت سی خرابیاں ہیں اہل طریقت کے نزدیک بولنا ایک آفت ہے اور ان کے نزدیک قلت کلام گویا علامت صوفیاء ہے لہذا انہوں نے بلاضرورت کلام ترک کیا اور

---

[1] بیہقی

Marfat.com

اگر کلام حق کے لئے تھا تو گویا ہوئے ورنہ خاموشی اختیار کی اللہ سبحانہ وتعلیٰ ارشاد فرماتا ہے:

۱:وَ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلاً مَّعْرُوْفاً۔۱

اور تم بھلائی کے ساتھ گفتگو کرو معروف کے معنی خیر و بھلائی کے ہیں

۲:وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْناً۔۲

اور تم لوگوں سے بھلی بات کرو حسنہ کے معنی بھی بھلائی ہیں یا عمدگی کے

۳:قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا۔۳

تم پختہ (پکی، محکم) بات کہو

۴:وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔۴

اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو

۵:وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحاً۔۵

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے۔

ان سب آیات میں بولنے کا حکم ہے اور وہ مقید ہے بھلائی سے سچائی سے اور نیکی سے تو لا ریب ایسا کلام نہ صرف خیر ہے بلکہ ثواب ہے بابرکت ہے نور ہے اور انسان کو قوت گویائی اسی لئے عطا کی گئی ہے کہ وہ اس کے لئے نعمت و بھلائی کا باعث ہو اور کلام میں ادب یہ ہے کہ سوائے امر حق کے نہ بولے اور خاموشی کے آداب میں ہے کہ

۱۔پ۲۔البقرہ ۲۔پ۱۔البقرہ ۳۔پ۲۲الاحزاب ۴۔پ۱۷الحج ۵۔پ۲۴۔حٰم السجدہ

Marfat.com

خاموش رہنے والا جاہل نہ ہو اور جہالت پر نہ راضی ہو اور نہ ہی باطل پر چپ رہے اور نہ ہی غفلت کرنے والا اللہ کریم نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔۱

کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو

یعنی خواہ وہ کیسی ہو سوائے قضائے حاجت کے اور وقت جماع کے اس وقت فرشتے آدمی کے پاس سے ہٹ جاتے ہیں فرشتے آدمی کی ہر بات لکھتے ہیں یہاں تک کہ بیماری میں کراہنا اور ایک قول ہے صرف وہی چیزیں لکھتے ہیں جن میں اجر وثواب یا گرفت وعذاب ہو ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوَاهُمْ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ۔۲

کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشورت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں

مزید ارشاد ہے

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ۔۳

اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں معزز لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرو

یعنی محافظ فرشتے ہیں اور تمہارے اقوال و اعمال لکھتے ہیں ان سے تمہاری کوئی بات اور عمل

۱۔پ۲۶ق ۲۔پ۲۵۔الزخرف ۳۔پ۲۷۔انفال

Marfat.com

چھپا نہیں ہے مزید ارشاد ہے

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ[1]

کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو

یہ آیات بتارہی ہیں کہ ہماری ہر بات لکھی جارہی ہے لہذا گفتگو، بات چیت میں امرحق کی رعایت لازم ہے اور زبان کی حفاظت میں اولین امر یہی ہے کہ خاموش رہے اور اگر بولنا پڑے تو اچھی اور نیکی کی بات کرے اور ہر گز کلام کو طویل نہ کرے کہ غلط باتوں کے ہونے کا خطرہ ہے تو ہم سکوت اور حفاظت لسانی کے بارے میں چند احادیث نقل کرتے ہیں کہ منکرین پر صوفیاء کا دستور العمل حجت ٹھہرے اور انہیں جو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا خلل ہے اس کا دوہرا ازالہ ہو تو اس سلسلہ میں ارشاداتِ نبویہ حسب ذیل ہیں:

۱: سُكُوتُ اللِّسَانِ سَلَامَةُ الْإِنْسَانِ[2]

زبان کی خاموشی میں انسان کی سلامتی ہے

۲: مَنْ صَمَتَ نَجَا[3]

جو چپ رہا اس نے نجات پائی

۳: كُلُّ الْبَلَآءِ مُوَكَّلٌ بِالنُّطْقِ[4]

ہر مصیبت بولنے سے ہی آتی ہے

۱۔ پ ۳۰۔ الطارق ۲۔ جوامع الکلم ۳۔ احمد، ترمذی، بیہقی فی شعب الایمان ۴۔ جوامع الکلم

Marfat.com

۴: مَنْ كَانَ يُؤمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْراً اَوْ لِيَصْمُتْ۔[1]

جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ بھلی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

۵: مَنْ يَّضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ۔[2]

جو مجھے ضمانت دیتا ہے اس کی جو اس کے جبڑوں کے درمیان (زبان) اور اس کی جو ٹانگوں کے درمیان ہے۔ میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۶: اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا۔[3]

جب آدمی پر صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء زبان کی خوشامد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہے تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے

۱۔ متفق علیہ ۲۔ بخاری ۳۔ ترمذی عن ابی سعید رضی اللہ عنہ

Marfat.com

۷: اِمْلَاءُ الْخَیْرِ خَیْرٌ مِّنَ السُّکُوْتِ وَالسُّکُوْتُ خَیْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّر (بیہقی)

اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات کہنے سے بہتر ہے۔

۸: عَلَیْکَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّهٗ مَطْرَدَةٌ لِلشَّیْطٰنِ وَعَوْنٌ لَّکَ عَلٰی اَمْرِ دِیْنِکَ (بیہقی)

تم پر لمبی خاموشی لازم ہے کیونکہ یہ شیطان کو بھگانے والی اور دینی کاموں میں تمہاری مددگار ہوگی۔

۹: اِنَّ عُمَرَ دَخَلَ یَوْماً عَلٰی اَبِی بَکْرِ ن الصِّدِّیْقِ وَهُوَ یَجْبُذُ لِسَانَهٗ فَقَالَ عُمَرُ مَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَکْرٍ اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِیْ الْمَوَارِدَ۔ (مؤطا امام مالک)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہریئے اللہ آپ کو معاف فرمائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مجھے ہلاکت کی جگہوں میں پہنچا دیتی ہے۔

یاد رہے کہ اس حدیث میں شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے جن سے بڑھ کر بزرگ اس امت میں نہیں اور اس ہستی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کا ارشاد ہے جس کے ایمان کے مقابل میں ساری امت کا ایمان ہم پلہ نہیں اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

Marfat.com

"اِقْتَدُوْا بَعْدِی اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ" ۱؎

میرے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرو

۱۰: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةٍ ۲؎

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا خاموشی پر قائم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

۱۱: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَیَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ وَقَالَ هٰذَا ۳؎

سفیان نے کہا یا رسول اللہ سب سے خوفناک چیز کیا ہے جس سے آپ مجھے ڈراتے ہیں راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر کہا یہ (یعنی زبان)

۱۲: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ ۴؎

جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کے باعث فرشتہ اس سے ایک میل پرے ہٹ جاتا ہے۔

۱۳: مَنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ ۵؎

۱۔ بخاری ۲۔ بیہقی ۳۔ ترمذی ۴۔ ترمذی ۵۔ الترغیب والترھیب جز ۳

Marfat.com

جس نے زبان کو سنبھالا اللہ نے اس کا پردہ رکھا۔

۱۴: لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيقَةَ الْإِيمَانِ حَتّٰى يَخْزُنَ مِن لِّسَانِهٖ[۱]

انسان جب تک اپنی زبان کو بند نہ کرے وہ ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔

۱۵: كُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا عَنْ خَيْرٍ[۲]

زبان کو بھلی بات کے سوا ہر چیز سے روک لے

بنی اسرائیل میں چپ کا روزہ ہوا کرتا تھا جیسا کہ سورہ مریم میں ہے:

اِنِّی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا

میں نے رب رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے تو میں آج ہرگز کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی

ایک زبان کی پابندی خاموشی وسکوت کا اختیار کرنا ہزاروں راحتوں برکتوں کا سبب ہے اور ارشاد نبوی ہے:

طُوبٰى لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهٗ[۳]

جس نے زبان پر قابو پایا اس کے لئے راحت ہے

اور بے قابو زبان آفتوں کا ذریعہ ہے خطاؤں کا باعث ہے ارشاد نبوی ہے:

مَنْ كَثُرَ كَلَامُهٗ كَثُرَ خَطَاؤُهٗ

جس نے کلام کی کثرت کی اس نے خطاؤں میں بھی کثرت کی

۱۔ الترغیب والترہیب ۲۔ الترغیب ۳۔ الترغیب

Marfat.com

اور بعض وقت کا اچھا بولنا درجہ کی بلندی اور بعض وقت کا برا بولنا غضب الٰہی کا باعث بن جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے:

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالاً يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَتَهُ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالاً يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ ۔

آپ ﷺ نے فرمایا بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا کوئی بول (لفظ) کہہ دیتا ہے جس کو اس نے اہمیت نہیں دی ہوتی لیکن اس کے باعث اللہ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور بندہ اللہ کی ناراضگی کا کوئی لفظ کہہ دیتا ہے جس کی اسے خرابی کا احساس نہیں ہوتا لیکن وہ اسے جہنم میں لے جاتا ہے۔

صوفیاء کرام کے چند اقوال بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱: حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهُ [۱]

جس نے اللہ کو پہچان لیا اس کی زبان گنگ ہوگئی

۲: مخدوم ابوالحسن علی ہجویری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ سُكُوْتُهُ حَيَاءً اكَانَ كَلَامُهُ حَيٰوةً [۲]

جس کا سکوت حیاء کی وجہ سے ہے اس کا کلام زندگی ہے

۱۔ التعرف ۲۔ کشف المحجوب

Marfat.com

۳: حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

مَنْ كَانَ سُكُوتُهُ لَهُ ذَهَباً كَانَ كَلَامُهُ لِغَيْرِهِ مُذْهِباً۔[1]

جس کی خاموشی اس کے لئے سونا ہوتی ہے اس کا کلام اس کے غیر کے لئے کیمیا ہوتا ہے

۴: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

جس کلام میں حکمت نہ ہو وہ لغو ہے اور جس کا سکوت فکر نہ ہو وہ سہو ہے۔[2]

۵: غنیۃ الطالبین میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول نقل کیا ہے:

عبادت کے دس حصے ہیں نو حصے تو خاموشی ہیں اور ایک خلوت

اعتکاف:

مسجد میں اللہ کے لئے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے جامع مسجد ہونا اعتکاف کے لئے شرط نہیں ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو اور اعتکاف مسنون بغیر روزہ کے نہیں اور افضل یہی ہے کہ جماعت والی مسجد میں کرے ارشاد باری ہے

وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسَاجِدِ۔[3]

اور تم مسجدوں میں اعتکاف کئے ہوتے ہو

صحیحین میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

۱۔ کشف المحجوب ۲۔ قوت القلوب ۳۔ پ۲ البقرہ

Marfat.com

رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے ابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اس قدر ثواب ملتا ہے
جیسے اس نے تمام نیکیاں کیں

بیہقی نے سبط پیغمبر امام ذی شان امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کیا تو ایسا ہے جیسے اس
نے دو حج اور دو عمرے کئے

عورتیں گھر ہی میں اعتکاف کریں اور اعتکاف رمضان سنت کفایہ ہے اور اعتکاف کی زبان سے منت مانی تو یہ اعتکاف واجب ہے۔ ان دونوں کے علاوہ اعتکاف مستحب اور سنت غیر مؤکدہ یا نفل ہے۔ طریقت میں صوفیاء مریدوں کو اعتکاف مسنون کا حکم دیتے ہیں جس کا مقصد تربیت روحانی ہے اور تقرب الی اللہ کے لئے اعتکاف ایک اہم عملی تعلیم ہے اور ہم نے اس کی دینی اہمیت اوپر واضح کر دی ہے۔

۸: فکر و مراقبہ اور محاسبہ نفس:

یہ تینوں امور صوفیاء کے دستور العمل کا ایک خصوصی تربیتی پروگرام ہے کہ صوفی اپنے آپ کو فکر و مراقبہ میں مشغول کرے۔ فکر کا مقصد یہ ہے کہ انسان پر واضح ہو جائے کہ اسے بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا اور اس کی تخلیق کا ایک مقصد ہے کہ وہ عطا کردہ صلاحیتوں کو کیونکر بروئے کار لاتا ہے اور آخرت کے لئے اس نے کیا تیاری کی ہے اسے عقل و شعور کی دولت عطا کی گئی ہے اور غور و فکر نہ کرنے اور عقل سے کام نہ لینے پر اللہ نے مذمت کی ہے

Marfat.com

ارشاد باری ہے:

اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ۔۱

یقیناً اللہ کے نزدیک بدترین جاندار وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے

صوفیاء کے نزدیک فکر سے مراد ذات الٰہیہ کی طرف راہ نمائی ہے **تفکر فی الخلق** کا دائرہ بہت وسیع ہے مگر اللہ اور بندے کا تعلق، بندے کے مقام کا تعین اپنے نفس کے بارے میں تفکر ہی صوفیا کا مرکزی نقطہ میں ارشاد باری ہے:

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ۔۲

کیا انہوں نے اپنے انفس کے بارے میں غور وفکر نہیں کیا

اور مزید ارشاد ہے:

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔۳

اور غور وفکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اے ہمارے پروردگار تو نے اسے یونہی پیدا نہیں کیا۔

تدبر وتفکر درحقیقت ایمان کی حیات اور عبادت کی روح ہے اور معرفت الٰہیہ کا ذریعہ ہے اور قرآن حکیم میں تدبر وتفکر کی دعوت اور ترغیب عام ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

۱۔ پ ۹۔ الانفال ۲۔ پ ۲۱ روم ۳۔ پ ۱۴۔ ال عمران

Marfat.com

تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِنْ عَمَلِ الثَّقَلَیْنِ

آیات الٰہیہ میں ایک ساعت کا فکر کرنا ثقلین کے عمل سے بڑھ کر ہے

حدیث شریف میں ہے:

اَعْطُوْا عَیْنَکُم حَقَّھَا مِنَ الْعِبَادَۃ

آنکھوں کو عبادت میں ان کا حصہ دو عرض کیا گیا

آنکھوں کا حصہ کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کلام الٰہی میں فکر کرنا ایک اور حدیث میں ہے آیات الٰہیہ میں غور وفکر کی ایک ساعت ستر برس کی عبادت سے بڑھ کر ہے مزید حدیث میں وارد ہے:

تَفَکَّرُوْا فِی خَلْقِ اللّٰہِ وَ لَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ[1]

اللہ کی مخلوق میں فکر کرو اور ذات الٰہی میں فکر نہ کرو

مراقبہ:

مراقبہ کے معنی انتظار کرنے کے ہیں جبکہ صوفیاء کے گردن جھکا کر دل پر توجہ کرنے اور اس کے نورانی کوائف یا معرفت کے منتظر ہونے کا نام مراقبہ ہے مراقبہ رَقَبۃٌ سے ہے اور رَقَبۃٌ گردن کو کہتے ہیں اور مراقبہ گردن جھکا کر دل پر توجہ رکھنے کا نام ہے اور اسرار قلوب کی معرفت کا وصول ہے صوفیاء کے نزدیک مراقبہ بِدَوَاءِ النَّظْرِ اِلَی الْخَالِقِ مراقبہ خالق کی طرف دیکھنا ہے جب دل متوجہ الی اللہ ہوتا ہے یا متوجہ الی غیر اللہ ہوتا ہے تو اعضاء

1۔ احیاالعلوم

Marfat.com

جو دل کے تابع ہیں اسی جانب متوجہ ہوتے ہیں مراقبہ کا کمال دل کی پابندی پر ہے اور نتیجہ یہ کہ تصور محبوب میں ایسا مستغرق ہو کہ ماسوا کی خبر نہ رہے اور مراقبہ کا عمل اس آیت قرآن سے واضح ہے:

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔۱

اور وہ تمہارے نفوس میں ہے تو تم کیوں نہیں دیکھتے

اور حدیث شریف میں ہے:

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ۔۲

کہ تو اللہ کی بندگی اس طرح کر گویا کہ تو خدا کو دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو بے شک وہ ضرور تجھے دیکھ رہا ہے

نماز واذکار سے فراغت پر مراقبہ کرنا صوفی کے لئے فلاح فوز و کامرانی ہے مراقبہ کی بہت سی صورتیں ہیں اور یہ سب بغیر صحبت کے ممکن نہیں مراقبہ مشاہدہ کا زینہ ہے مراقبہ کے بغیر محاسبہ ممکن نہیں غنیۃ الطالبین میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''یہ مراقبہ تمام خوبیوں اور بھلائیوں کی اصل ہے اور اس درجہ تک سالک کی رسائی ان چیزوں کے بغیر نہیں ہوتی اعمال کا محاسبہ، جلد از جلد اصلاح احوال، راہ حق پر ثبات، اللہ سے قلبی محبت اور اس کی حفاظت اور پاس انفاس ہے''

۱۔پ ۲۶ الذریات ۲۔مسلم شریف حدیث جبرئیل علیہ السلام

Marfat.com

محاسبہ نفس:

نفس جملہ خرابیوں، برائیوں اور شرارتوں کی جڑ ہے اور ہر بڑی مصیبت اور پریشانیاں اسی کی وجہ سے آتی ہیں اور یہ بالکلیہ دشمن ہے بلکہ ابلیس سے بھی بڑھ کر دشمن ہے اور بندہ پر لازم ہے کہ نفس کے کسی بیان پر خواہ وہ بظاہر سچا یا محمود نظر آئے ہرگز اعتماد نہ کرے اور اس کی مکمل مخالفت کرے صوفیاء کے نزدیک اس کا احتساب لازم ہے نگرانی کرے اور اللہ سے مدد چاہے کہ اس پر غلبہ حاصل رہے اور غفلت سے بچے یہ ایسا دستور العمل ہے جو دین کی روح اور سلامتی کی کلید ہے ارشاد باری ہے:

۱۔ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ [۱]

اور یہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ دیکھے کہ اس نے آئندہ کل کے لئے کیا توشہ آگے بھیجا ہے۔

۲۔ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰی مِنْکُمْ خَافِیَۃٌ [۲]

جب تم اس دن پیش ہو گے تو کوئی پوشیدہ بات تم سے چھپی نہ رہے گی

۳۔ اِقْرَاْ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا [۳]

فرمایا جائے گا اپنا نامہ اعمال پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔

۴۔ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی

۱۔ پ۲۸ الحشر ۲۔ پ۲۹ المعارج ۳۔ پ۱۵ بنی اسرائیل

Marfat.com

نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ [1]

اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا بتا دیا جائے گا بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے اور اگرچہ اس کے پاس جتنے بہانے ہوں سب لا ڈالے

۵:عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ۔ [2]

ہر جان جان لے گی جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے

عوارف المعارف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اے لوگو اس سے قبل کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اپنے نفس کا خود محاسبہ کرو ارشاد الٰہی ہے:

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ

کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جو نفس کے ہر عمل کی نگہداشت کرتا ہے

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔ [3]

عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے (قابو میں رکھے) اور موت کے بعد کام آنے والے عمل کرے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْیَوْمَ عَمَلٌ لَا حِسَابٌ وَّغَدًا

ا۔پ۲۹۔القیٰمۃ ۲۔پ۳۰۔الانفطار ۳۔ترمذی۔ابن ماجہ

Marfat.com

حِسَابٌ لَا عَمَلَ۔ ۱

تم دنیا پرست نہ بنو کیوں کہ آج عمل ہے اور حساب نہیں اور کل

(بروز قیامت) حساب ہوگا عمل نہیں

اور جابر رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی رسول اللہ ﷺ سے کہا ہے جیسے بیہقی نے شعب الایمان میں روائت کیا ہے شیخ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

افضل کام ہر باطن کی حفاظت ظاہر کا محاسبہ اور باطن کی نگہداشت ہے۔ ۲

۹: صبر وتوکل: صوفیاء کے دستور العمل کا ایک اور اہم امر ہے:

صبر:

صبر کے لغوی معنی روکنا، برداشت کرنا، کسی بات پر قائم رہنا، شکوہ نہ کرنا، پریشانیوں اور مصیبت کے وقت بے سکون اور مضطرب نہ ہونا اور تنگی کے وقت میں کشائش کا انتظار کرنا ہے اصطلاح میں ثابت قدمی اور دل کی مضبوطی کے ساتھ پریشانیوں پر قابو پانا صبر ہے امام راغب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صبر شرع وعقل کے مطابق ان امور سے باز رہنا ہے جن سے بچنا ضروری ہے اور اللہ پر کامل بھروسہ ہے۔ ارشاد باری ہے:

ا: فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ ۳

تو صبر کیجئے بلاشبہ کامیابی پرہیزگاروں کے لئے (یعنی انتظار کریں بالآخر کامیابی آپ ہی کے لئے ہے)

۱۔ بخاری فی ترجمۃ الباب ۲۔ عوارف ۳۔ پ ۱۱ ہود

Marfat.com

۲: وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ ۱؎

اے حبیب اپنے پروردگار کے لئے صبر کیجئے

یعنی مخالفین معاندین کے طعن کو خاطر میں نہ لائیں پامردی سے مستقل مزاجی سے اپنی مقصود پر قائم رہیں اور حالات کے جبر کا صبر سے مداوا کریں۔

۳: وَالصَّابِرِیْنَ عَلٰی مَا اَصَابَھُمْ ۲؎

اور صبر کرنے والے اس مصیبت پر جو انہیں پہنچے

یعنی مضطرب یا بے قرار نہ ہوں برداشت کریں نتیجہ ان شاء اللہ آپ کے حق میں ہوگا صبر کی حقیقت یہی ہے نفس اطاعت الٰہی میں مجاہدہ کرے۔ مصیبت میں مستقل مزاج رہے اور پامردی کا مظاہرہ کرے اور تسلی واطمینان کے ساتھ شریعت پر قائم رہے اور قضائے الٰہی پر راضی رہے اور شکوہ وشکایت سے بچے قرآن حکیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی، حضرت یعقوب علیہ السلام کی فرزند یوسف علیہ السلام سے فرقت اور ابتلاء میں حضرت ایوب علیہ السلام کی پامردی واستقلال کے تفصیلی تذکار صبر کے عظیم نمونے اور صابروں کے لئے ہر گام پر راہ نما ہیں اور اللہ کریم نے اپنی کتاب میں اہل ایمان کو حکم دیا ہے:

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ۳؎

اور نماز وصبر سے مدد حاصل کرو

صوفیاء فرماتے ہیں کہ دنیا کی زندگی بلاء وامتحان ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

۱۔پ۲۹۔المدثر ۲۔پ۱۷۔الحج ۳۔پ۲۔البقرہ

Marfat.com

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً [1]

اللہ نے موت وزندگی بنائی تا کہ تمہیں جانچے کہ تم میں سے کس کی کارکردگی اچھی ہے

اور بلاء وامتحان پر صبر کے بغیر کیونکر گزارا ہو سکتا ہے مصائب ومشکلات میں اور غموں و پریشانیوں کے اندھیروں میں صبر ہی وہ روشنی ہے جو جرأت واستقلال عطا کرتی ہے ارشاد نبوی ہے:

اَلصَّبْرُ ضِيَاءٌ صبر روشن کرنے والا ہے [2]

مشکلات کی آسانی اور اللہ کی نصرت صبر ہی میں ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

ان النصر مع الصبر بے شک اللہ کی نصرت صبر کے ساتھ ہے [3]

سب سے بڑی بات یہ ہے جو پیر طریقت برکت برصغیر، عظیم صوفی ہمارے مخدوم ابوالحسن ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں بطور تجزیہ کہی ہے کہ شکر نعمت پر ہوتا ہے اور شکر کا نفع نعمتوں میں اضافہ ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

''لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ''

اگر تم شکر کرو گے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کردیں گے

جبکہ صبر بلاء وامتحان پر ہوتا ہے اور اگر تم صبر کرو گے تو ارشاد باری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ تو بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

۱۔پ۲۹۔الملک ۲۔بیہقی ۳۔بیہقی

Marfat.com

تو صبر کا درجہ شکر پر واضح ہو گیا کہ شکر کا ثمرہ نعماء الٰهیه ہے جبکہ صبر کا ثمرہ خود معیت الٰهیه ہے اور یہی وہ تعلیم ہے جو صبر سے مقصود ہے کہ سالک ہر حال میں معیت الٰہی کا طلبگار رہے

توکل:

توکل کے لغوی معنی اعتماد اور بھروسہ کرنے ہیں اور توکل کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے جملہ اوامر اللہ کے سپرد کرے اور تسلیم کا رویہ اختیار کرے اپنے پروردگار کے وعدہ پر مطمئن ہو کر پرسکون رہے اور راضی برضا رہے صوفیاء کے نزدیک توکل یہ ہے صرف ذات باری پر بھروسہ کرے اور اسے اپنا کارساز جانے اور مادی تعلقات پر اعتماد نہ کرے جیسا کہ سورۃ المزمل (پ ۲۹) میں ارشاد باری ہے:

فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا۔ تو اسی (اللہ ہی) کو اپنا وکیل (کارساز) بنالو

اور وہی تمہیں ہر لحاظ سے کافی ہے توکل سے معرفت توحید حاصل ہوتی ہے اور حقائق منکشف ہوتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی فاعل حقیقی نہیں گو ضرورت اسباب یا ان کی فراہمی توکل کے منافی نہیں، تدبیر ہو یا سعی و کوشش سبھی کی کامیابی مشیت الٰہیہ پر ہے، اور ارشاد باری ہے:

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه

اور صوفیاء کا قول ہے

لَا فَاعِلَ فِی الْحَقِیْقَةِ اِلَا اللّٰهُ

تاہم مختصراً مفہوم یہ ہے کہ توکل قرآن حکیم میں ترک عمل کا نام نہیں بلکہ مستحکم عزم

Marfat.com

وارادہ سے کام کو انجام دینے اور نتائج کو اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ دینے کا نام ہے ارشاد باری ہے

۱: وَمَن یَتَوَکَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔۱

اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو وہ ہی اسے کافی ہے

۲: وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔۲

اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اگر تم ایمان والے ہو۔

۳: وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔۳

اور مومنوں کو چاہئے کہ اللہ پر ہی توکل (بھروسہ) کریں

۴: فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔۴

پھر جب آپ ﷺ عزم کرلیں تو اللہ ہی پر اعتماد رکھو بے شک اللہ تعالیٰ بھروسہ رکھنے والوں کو پسند کرتا (دوست رکھتا) ہے۔

۵: وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔۵

اور وہ بولے کافی ہے ہمیں اللہ اور وہ خوب کارساز ہے۔

یہ آیات توکل کی اہمیت اور اس کے مفہوم کو خوب واضح کر رہی ہیں اور صوفیاء کا یہ دستوری نکتہ قرآن حکیم کی تعلیم پر عمل کا منہ بولتا ثبوت ہے مزید چند احادیث اسی حوالے سے پیش ہیں

۱: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۔پ۲۸۔الطلاق ۲۔پ۴۔ال عمران ۳۔پ۲۸۔التغابن ۴۔پ۴۔ال عمران ۵۔پ۴۔آل عمران

Marfat.com

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ اَلْفاً بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَرِقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۔[1]

میری امت کے ستر ہزار افراد حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے وہ نہ جاہلانہ جھاڑ پھونک کرتے ہوں گے اور نہ شگون لیتے ہوں گے بلکہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہوں گے۔

۲۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:

هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفاً قُدَّامُهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَمَا يَسْتَرِقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهِ اَنْ تَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ ۔[2]

کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار افراد ہیں جو ان کے آگے آگے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے وہ شگون نہیں لیتے جاہلانہ جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور داغ نہیں لگواتے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں حضرت عکاشہ بن

۱۔متفق علیہ　　۲۔متفق علیہ

Marfat.com

محصن (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے حضور اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے آپ نے دعا فرمائی اے اللہ اسے ان میں شامل کر دے پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میرے لئے بھی دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل فرمائے فرمایا عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

۳: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا:

لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْا خِمَاصاً وَتَرُوْحُ بِطَاناً۔[1]

اگر تم اللہ پر اسی طرح بھروسہ کرو جیسا بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں پرندوں کی طرح روزی دی جائے کہ صبح کے بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔

۴: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ۔[2]

۱۔ ترمذی، ابن ماجہ ۲۔ ابن ماجہ

Marfat.com

ہر ایک جنگل میں آدمی کے دل کی ایک شاخ ہے جو اپنے دل کی کسی شاخ کے پیچھے لگا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کسی جنگل میں ہلاک ہو جائے اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو وہ تمام شاخوں کی طرف سے کفایت ہے۔

۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَنْفَعُوْکَ بِشَئٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَئٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنَّ یُضِرُوْکَ بِشَئٍ لَمْ یُضِرُّوْکَ اِلَّا بِشَئٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ۔[1]

جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد درکار ہو تو اللہ سے مدد لو اور جان لو کہ تمام امت (سارے لوگ) اگر اس بات پر تل جائیں کہ کسی چیز کے ساتھ تمہیں نفع پہنچانا ہے تو نفع نہیں پہنچا سکیں گے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا اور اگر سارے تمہیں کسی چیز کے ساتھ نقصان پہنچانے پر تل جائیں تو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے قلم اٹھا لئے گئے اور دفتر خشک ہو چکے ہیں

۱۔ احمد، ترمذی

Marfat.com

اب چند اقوال صوفیاء کے پیش ہیں جو حقیقت نفس الامری کے غماز ہیں:

۱: حضرت علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''توکل میں تین باتیں قابل توجہ ہیں اول یہ کہ ملے تو شکر ادا کرے اور نہ ملے تو صبر کرے۔

دوم یہ کہ حصول وعدم حصول دونوں اس کی نظر میں یکساں ہوں سوم یہ کہ نہ ملنے پر اس وجہ سے شکر کرے کہ اللہ نے اس کے لئے یہی پسند کیا ہے تو مجھے بھی یہی پسند ہے۔

۲: حضرت حمدون رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''اللہ تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لینا توکل ہے''

۳: حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

غیر اللہ سے امید وبیم منقطع کرنے کا نام توکل ہے۔

۴: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ عیہ کا قول ہے:

توکل یہ ہے کہ اپنی تدبیر کو راہ خدا میں فنا کردے اور اللہ تعالیٰ جو تیرا ضامن ومددگار ہے راضی رہے۔

۵: حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''توکل اللہ تعالیٰ کی کارسازی پر خوش ہونا (رہنا) ہے

۶: حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

نفس کی تدبیر کا ترک اور اپنی قوت اور غلبہ کا سہارا چھوڑ دینا توکل ہے

۷: حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

Marfat.com

جملہ مخلوق کے رزاق (اللہ) کی معرفت کا نام توکل ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونٹنی سوار حاضر بارگاہ رسالت ہوا اور عرض کیا کہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے اس اونٹنی کو یوں ہی چھوڑ دیتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا جسے مولوی صاحب (عارفِ رومی) رحمۃ اللہ علیہ نے یوں منظوم فرمایا ہے۔

برتوکل زانوئے اشتر بند اسے باندھ دو اور پھر اللہ پر توکل کرو

۱۰: خدمت خلق: (مخلوق خدا سے محبت اور ان کی خدمت)

مخلوق خدا کے حقوق کی ادائیگی کا نام خدمت خلق ہے مخلوق خدا کی مدد، اعانت، تعاون اور ہمدردی و بھلائی کا سلوک محض رضائے الٰہی کے لئے بجالانا خدمت خلق ہے خدمت خلق اخلاق عالیہ میں سے ایک اہم امر ہے اور صوفیاء کا اساسی نظریہ اخلاق عالیہ ہی کی ترویج ہے خدمت خلق دراصل احسان ہے جو ذاتی اغراض نمود و شہرت اور ریاء سے پاک ہونا ضروری ہے اور یہ وہ امر ہے جو حقوق کے حوالے سے سبقت رکھتا ہے خلق یا مخلوق کا لفظ اس عمل کو صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں کرتا بلکہ سبھی مخلوق حتیٰ کہ حیوانات اور چرند پرند کو بھی شامل ہے اس میں اولین شعبہ یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق سے محبت رکھے اور ان کی بھلائی بہتری چاہے، ارشاد باری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

ا۔پ۲ البقرہ

Marfat.com

بے شک اللہ بندوں پر بڑی ہی مہر والا ہے اور ہاں اکثر لوگ نہیں جانتے

مزید ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ بَالنَّاسِ لَرَؤُفٌ الرَّحِیمٌ۔۱

بے شک اللہ لوگوں پر بڑا ہی مہربان اور رحمت والا ہے

اور حدیث پاک میں

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ۔۲

ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے پس مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو وہ سب سے پیارا ہے جو اس کے کنبہ سے اچھا سلوک کرے

حاؔلی نے اسے خوب منظوم کیا ہے۔

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا　　　کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا:

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَبَتْ مُجْتَبِیْ لِلْمُتَعَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ۔۳

اللہ فرماتا ہے میری محبت ان کے لئے واجب ہوگئی جو میرے لئے

۱۔ پ۲　　۲۔ بیہقی فی شعب الایمان　　۳۔ موطا امام مالک رضی اللہ عنہ

Marfat.com

محبت کرتے ہیں میرے لئے مل بیٹھتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور میرے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔

دوسرا شعبہ مخلوق کی خدمت و بھلائی ہے اور اس میں مسلم غیر مسلم یا حیوانات کی قید نہیں سبھی کے ساتھ حسن سلوک لازم ہے البتہ مسلم کا حق بہر حال مقدم ہے خدمت خلق کا محرک وہ احساس و شعور جو دوسروں کے رنج والم یا تکالیف کو تڑپ کے ساتھ دیکھے اور ایثار کے ساتھ اس کا مداوا کرے ارشاد باری ہے

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۔۱

اور وہ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود ضرورتمند ہوں۔

مزید ارشاد ہے:

وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۔۲

اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والوں اور محروموں کا حق ہے

اور مزید ارشاد ہے:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْناً وَّيَتِيْماً وَّاَسِيْراً ۔۳

اور وہ رغبت کے باوصف محض محبت الٰہی میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں

اور حدیث شریف میں ہے:

۱۔پ۲۸۔الحشر ۲۔پ۲۶۔الزاریات ۳۔پ۲۹۔الدہر

Marfat.com

کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا ایُّ الاسلام خیر اسلام کی کونسی بات خیر وبھلائی میں بڑھی ہوئی ہے ارشاد فرمایا:

تُطْعِمُ الطَّعَامَ تم لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔[1]

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس۔[2]

اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ہے:

اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَعَوْدُو الْمَرِیْضَ وفُکُو العَانِی۔[3]

بھوکوں کو کھانا کھلاؤ مریضوں کی تیمارداری کرو اور قیدیوں (یا مقروضوں) کی گردنیں چھڑاؤ۔

اور ایک اور جگہ ارشاد نبوی ہے

مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ کَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِه۔[4]

اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے تو اللہ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے

یہ بہت بڑا موضوع ہے جو ایک الگ کتاب کا متقاضی ہے لہذا ہم نے اختصار کو ہی پیشِ نظر رکھا ہے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے آل واصحاب خدمت خلق کے عظیم عملی نمونہ

۱۔ متفق علیہ ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً ۴۔ ایضاً

Marfat.com

تھے اور یہ اہم ترین امر صوفیہ کی معاشرتی زندگی کا روشن ترین پہلو ہے خدمت خلق کے جتنے بھی شعبے ہیں صوفیہ نے نہ صرف سب پر عمل کیا بلکہ خود کو اس کے لئے وقف کر دیا اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ ہدایت دکھائی، ان کے دکھوں کا مداوا کیا غموں کا علاج کیا اور ان کی زندگی با مقصد بنا دی خیر خواہی اور بھلائی کے لحاظ سے مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز نہ رکھا جو بھی آیا اس پر شفقت کی نوازش کی اور مضطرب الحال اور پریشان الفکر دلوں کو تسکین و راحت کی لذت سے سرشار کیا بھوکوں کو کھانا کھلایا مریضوں کی مزاج پرسی اور بیماروں کا علاج، حاجت مندوں کی حاجت روائی کی اوہام و تشکیک کے اسیروں کو طمانیت قلبی اور معرفت ربانی کی دولت عطا کی جس پر ایک دنیا شاہد عدل ہے یہی طریقت ہے یہی تصوف ہے اور سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

طریقت بجز خدمت خلق نیست — بہ تسبیح و سَجّادہ و دلق نیست

اس کتاب کے خاتمہ پر میں ضرور کہوں گا اللہ کے دوستوں کی صحبت و نسبت اور ان کے طریق کی پیروی ہی نجات اخروی اور جملہ کامیابیوں کی ضامن ہے تصوف اسلام کی روح ہے اور ایک ناقابل انکار حقیقت ہے جس تک اسی کو رسائی ہے جو ان لوگوں کے حلقہ سے وابستہ ہو اور جمال ہم نشین کے انوار بھی دیکھ سکے گا رہا منکر تو وہ محض ضد میں پڑا ہے اور وہ انصاف کے راستے سے بہت دور ہے جس کا انجام ہلاکت کے سوا کچھ نہیں تصوف اسلامی کے خلاف ہرزہ سرائی انہیں لوگوں کا چلن ہے جو دین حق کے مخالف، شریعت اسلامیہ کی عظمت سے جاہل اور شیطانی راہوں کے مسافر ہیں اور لطف یہ کہ بزعم خویش خود کو ہدایت پر سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ کے دوستوں کی مخالفت اور ان کے طریق پر اعتراض فی نفسہ اللہ سے

Marfat.com

جنگ ہےاور عصر حاضر میں جدید فکراور وشن خیالی کا ایک مکر یہ بھی ہے کہ اللہ کے دوستوں کے خلاف زبان درازی کرو تا کہ ان کی اپنی منافقت اور بے دینی کا پردہ چاک نہ ہو فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ کتاب کے شروع سے آخر تک جو کچھ لکھا ہے کیا یہ سب کچھ دین وشریعت کے خلاف ہے یا یہی حقیقت ہےاور یہی سراسر دین ہے اور اللہ ہی سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی فرماتا ہے اور جسے وہ راہ نہ دے تو کوئی اس کا ولی ومرشد نہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے اور ایمان والوں کو تو اسی پر بھروسہ ہے فللہ الحمد والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ النبی الکریم وعلی الہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین . حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے:

زاہد ظاہر پرست از حال ما آگاہ نیست ۔۔۔ درحق ما ہر چہ گوید جائے ، ہیچ اکراہ نیست

لسان العصر اکبر اللہ آبادی کے دو اشعار کیا ہی خوب ہیں:

طریقت شریعت کی تکمیل ہے ۔۔۔ طریقت عبادت کی تعمیل ہے
شریعت زبان ہے طریقت نگاہ ۔۔۔ طریقت قدم ہے شریعت ہے راہ

اور آخر میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا شعر خوب ہے:

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا ۔۔۔ نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ صادق

حضور سید عالم ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کے بعد تسلسل اور تواتر سے ایک مبارک سلسلہ قائم و دائم ہے جس کے تحت علماء اور صلحاء، امت کی خیر خواہی اور اس کی فوز و فلاح کے لیے برابر کوشاں رہتے ہیں۔ یہ لوگ دراصل دینی علوم و افکار کے امین اور اسلامی کردار و فعل کے وارث ہیں جو نسل در نسل، قرن در قرن اور ورق در ورق اس خزانے کو لٹاتے، پھیلاتے اور منتقل کرتے رہتے ہیں۔ امت کے یہ علماء و صلحاء رشد و ہدایت اور تعلیم و تدریس کے ذریعے اشاعت دین اور اصلاحِ عامہ کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ ان کی انہی خدماتِ جلیلہ کی بدولت ان کو ''اہل تصوف'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

لغت میں ''تصوف'' کے معانی ''صوف'' (اُون) پہننا ہے اور یہ زُہد و ترکِ دنیا کا اثر ہے۔ اہل عرفان کے نزدیک ''تصوف'' تعمیر ظاہر و باطن کا نام ہے۔ ''تصوف'' اصول دین سے اور یہ عبارت ہے ''خلوص و احسان سے''

''تصوف'' وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفوس، تصفیہ اخلاق اور ظاہر و باطن کی تعمیر کے احوال پہچانے جاتے ہیں تاکہ سعادت ابدی حاصل ہو، نفس کی اصلاح ہو اور اللہ رب العالمین جل جلالہ رضا اور معرفت حاصل ہو

''تصوف'' سے مراد یہ ہے کہ خدائی اخلاق اپنے اندر پیدا کرنا، ظاہر و باطن میں آداب شرعیہ کی پوری پوری پابندی کرنا، مخلوق اور اس کے سامان سے امید منقطع کرنا، خداوند

Marfat.com

قدوس عزّ وجل کے ساتھ معاملہ صاف رکھنا، دنیا سے قلباً فارغ ہونا، خواہشات نفسانیہ سے دور رہنا، روحانی صفات دل میں پیدا کرنا، تمام اُمت سے خیر خواہی کرنا، ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی فرماں برداری کرنا اور شریعت میں حضور نبی اکرم ﷺ کا اتباع کرنا ۔غرضیکہ

درکفے جام شریعت درکفے سندانِ عشق ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان باختن

امر تحقیق یہ ہے کہ تصوف کی اصل ''احسان'' ہے جو عبارت ہے ''صدق'' اور توجہ الی اللہ سے۔

حضور سید عالم علیہ التحیۃ والثناء نے ''احسان'' کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے:

یہ کہ عبادت کرے تو خدا کی گویا تو اسے دیکھتا ہے، پس اگر تو اُسے نہیں دیکھ سکتا اُس کو، پس تحقیق وہ دیکھتا ہے تجھ کو۔''

وہ تمام علوم، اعمال اور احوال جو رجوع الی اللہ کے لئے ضروری یا مفید ہیں، تصوف کے تحت آتے ہیں اور تصوف کے جمیع معنی راجع ہیں اسی اصل کی طرف جسے اصطلاح شریعت میں ''احسان کہتے ہیں۔

تصوف کلیۃً اسلام ہے، اسلام کی روح ہے، اسلام کا حسن و جمال ہے، اسلام کا کمال ہے۔ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ تصدیق ہے (الزمر) ترجمہ: یاد رکھو اللہ ہی کے لئے ہے عبادت خالص)

تصوف کے چار درجے ہیں (۱) ''شریعت'' (۲) ''طریقت''

(۳) ''حقیقت'' اور (۴) ''معرفت'' ۔حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (جو سرتاج العارفین مخزنقشبنداں حضرت بوعلی فارمدی طوسی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے مرید باصفا اور خلفیۂ اجل تھے) نے اِن چار مرتب کو اخروٹ سے مثال دی ہے ۔یعنی جسے اخروٹ کے چار درجے ہیں

Marfat.com

(۱) ''پوست'' (۲) ''استخوان'' (۳) ''مغز'' (۴) ''روغن''۔ اسی طرح تصوف کے بھی چار مراتب ہیں ''شریعت'' پوست ہے تو ''طریقت'' استخوان، ''حقیقت'' مغز ہے تو معرفت روغن ۔اگر پوست نہ ہو تو استخوان پیدا ہونا محال ہے اور استخوان نہ ہوں تو مغز کہاں اور جب مغز ہی نہ ہو تو روغن کجا۔ پس تصوف ایک درخت ہے جس کی بیخ ''شریعت'' ہے اور شاخ ''طریقت'' اور پھول ''معرفت''۔ بہرحال شیرعت اصل اصولِ تصوف ہے۔ شریعت کے بغیر تصوف حاصل نہیں ہوسکتی۔

تصوف کیا ہے؟

(۱) تصوف ایک علم ہے جس کا موضوع ذات وصفات باری تعالیٰ ہے اُس کی غایت وصول بخدا بعمل صالح ہے

(۲) تصوف وہ علم ہے جس کے ذریعے دل کی پاکیز گی وصفائی حاصل ہوتی ہے

(۳) تصوف: پشمینہ پہننا۔ ماخوذ از صوف (ریشم) اصطلاح میں خواہشات نفسانی سے پاک ہونا اور تمام اشیاء میں ظہور خداوند قدوس جل شانہٗ کا مشاہدہ کرنا۔ اور نام ہے صوفیوں کے علم کا۔

(۴) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> تصوف نام ہے خلقت کی طرف رجوع ہونے سے دل کا صاف کرنا۔طبیعت سے الگ ہونا۔ بشریت کو محو کرنا، نفسانی خواہشات سے دور ہونا۔صفاتِ روحانی کو اخذ کرنا،علوم حقیقی کو حاصل کرکے بلند ہونا، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ تک پہنچانے والی

Marfat.com

باتوں پر عمل کرنا، تمام امت کو نصیحت کرنا، شریعت میں نبی کریم ﷺ کی مقابعت اور وفاداری کرنا''

(۵) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' میں فرماتے ہیں

علم طریقت آخرت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم مکاشفہ، دوسرا علمِ معاملہ۔ قسم اوّل کا نام علمِ باطن (تصوف) ہے اور وہ سب علوم کی انتہاء اور علّت نہائی ہے اور یہ علم مکاشفہ صدیقوں اور مقربوں کا علم ہے وہ ایک نور ہے کہ جب دل دل انہی بری صفتوں سے پاک وصاف ہوتا ہے۔ اُس وقت اس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی غایت یہ ہے کہ خدائے پاک جلّ جلالہٗ کی ذات اس کی صفات کاملہ دائمی اور اس کے افعال کی معرفتِ حقیقی اس سے حاصل ہو''

(۶) سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

تفسیر وحدیث اور فقہ مروّجہ علوم کا خلاصہ ہیں اور ان کے خلاصہ علمِ تصوف ہے اور اس کا موضوع اثبات باری تعالیٰ (جل شانہٗ) کی بحث ہے''

(۷) قاضی ثناء اللہ پانی پتی خلیفہ حضرت مظہر جانِ جاناں دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

تزکیۂ اخلاق کے جو احکام شریعت میں مذکور ہیں ان کا نام ''شریعت'' ہے لیکن محض احکام کے جاننے سے تزکیۂ اخلاق نہیں ہوتا۔ علمائے ظاہر اخلاق کی حقیقت و ماہیت سے بخوبی واقف ہوتے ہیں لیکن خود ان کے اخلاق پاک نہیں ہوتے۔ یہ مرتبہ مجاہدات وفنائے نفس سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی کا نام ''طریقت'' ہے یعنی ''تصوف''

(۸) صاحبِ ''کشف المحجوب'' حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے:

تصوف کے ظاہری معنی ظاہری اصلاح اور صفائے باطن کے ہیں اور ایسے شخص کو جس کا ظاہر و باطن پاکیزہ ہو ''صوفی'' کہتے ہیں۔

(۹) حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حظِ نفسانی کو ترک کرنے کا نام ''تصوف'' ہے اور ''صوفی'' وہ ہوتا ہے جو خواہش نفسانی سے پاک ہو اور اس کی روح کدورتِ بشری سے منزہ ہو۔

(۱۰) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

تصوف سے مراد اخلاق حسنہ ہیں اور ان کا تعلق خالق و مخلوق دونوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے حسنِ اخلاق یہ ہے کہ اس کی قضا کے سامنے سر جھکا دے اور راضی برضائے مولا رہے اور خلقت کے ساتھ حسنِ اخلاق مشہور عام ہو''

(۱۱) حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ:

Marfat.com

"تصوف حسن خلق کا نام ہے اور وہ تین قسم کا ہے

(ا) خداوند قدوس کے ساتھ حسن خلق یعنی اس کے احکام کو بغیر ریا کاری کے ادا کرنا

(ب) مخلوق کے ساتھ حسن خلق یہ ہے کہ بزرگوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنا، برابر والوں سے انصاف کا برتاؤ کرنا اور کسی سے بدلہ نہ چاہنا۔

(ج) گناہ کے کاموں اور شیطانی وسوسوں سے پرہیز کرنا"

(۱۲) حضرت حفص حرار نیشاپوری علیہ رحمۃ کا فرمان ہے:

ہر حال میں ہر مقام، ہر وقت کے آداب کو نگاہ رکھنے کا نام "تصوف" ہے جس نے ان آداب کا التزام کیا وہ صاحب دل لوگوں کے درجے تک پہنچ گیا۔"

(۱۳) امام ربانی قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی اپنے مکتوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں

الغرض علم وعمل دونوں شریعت سے حاصل ہوتے ہیں اور اخلاص جو علم اور عمل کے لیے روح کی طرح ہے، طریقِ صوفیہ پر چلنے پر منحصر ہے۔

ایک اور مکتوب شریف میں ارشاد ہوتا ہے:

میرے مخدوم! سلوک کی منزلوں کے طے کرنے اور جذبہ کے

Marfat.com

مقامات کو قطع کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی سیر و سلوک سے مقصود مقام اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو آفاقی اور انفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے اور یہ اخلاص شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے کیونکہ شریعت کے تین جزو ہیں، علم و عمل واخلاص۔

مندرجہ بالا ارشادات وفرمودات میں حضرات صوفیائے کرام نے اپنے اپنے مذاق ومقام کے مطابق ''تصوف وصوفی'' کی تعریف فرمائی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقت میں ''اسلام'' کا نام ہی دراصل ''تصوف'' ہے اور جس کا ظاہر و باطن اس سے آراستہ و پیراستہ ہو وہ ''صوفی'' ہے۔ چنانچہ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ''رسالہ قشیریہ'' میں فرماتے ہیں:

قرونِ اولیٰ میں ''صحابہ کرام''، ''تابعین''، تبع تابعین'' القاب تھے اس کے بعد بزرگانِ دین ''زاہد و پرہیز گار'' کے لقب سے ملقب و ممتاز ہوئے۔ چونکہ یہ دعویٰ ''زہد وعبادت'' کا اہل بدعت کو بھی تھا، اس لیے خاص اہلسنت و جماعت میں سے ''زاہد'' اور ''اہل دل''۔ صوفی کہلائے۔ یہ لقب دوسری صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے رواج پاچکا تھا''

معروف صوفی اور تصوف پر قابل قدر کتاب ''سر دلبراں'' کے مصنف سید محمد ذوقی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے بارے میں یوں اظہار خیال فرماتے ہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل تصوف وہ لوگ ہیں جو صوف کا کپڑا پہنتے

Marfat.com

ہیں، بعض کہتے ہیں کہ صوفی وہ لوگ ہیں جو ''اصحاب صفہ'' کے
مشرب پر ہوں۔
اصحابِ صفہ صحابہ کرام کی وہ جماعت تھی جو حضور سیّد عالم ﷺ
کی خدمت میں ہمیشہ رہا کرتی تھی۔ یہ لوگ قریب ستر اسّی کے تھے،
کم وبیش ہوتے رہتے تھے، علم دین حاصل کیا کرتے تھے، اخلاق
حسنہ اخذ کرتے تھے، مشکوٰۃ نبوت سے اقتباس انوار کرتے رہتے
تھے، مفلس ونادار تھے، گھر رکھتے تھے نہ در، مسجد نبوی کے باہر ایک
سایہ دار چبوترہ پر مقام رکھتے تھے، فقر وفاقہ پر قانع رہتے، متوکلانہ
بسر واوقات ہی ان کا شیوہ تھا، اغنیاء اُن کی خدمت کیا کرتے تھے''

ایک گروہ کہتا ہے کہ اسم صوفی ''صفا'' سے مشتق ہے اور صوفی اہل صفا ہوتے ہیں،
جس کے متعلق صوفیہ کرام کے بے شمار اقوال ہیں لیکن امر تحقیقی یہ ہے کہ ''تصوف'' کی اصل
احسان ہے جو عبارت ہے صدق توجہ الی اللہ سے''

معروف نقشبندی شیخ للہ شریف ضلع جہلم کے سجادہ نشین اپنی کتاب مسطاب
''اسرار طریقت'' میں یوں روشنی ڈالتے ہیں کہ:

تصوف ایک خاص اسلامی نظریہ ہے اس کے منبع اور ماخذ ''شریعت
اور اس کی تعلیمات'' قطعی اسلامی ہیں یا اس کی تعریفات میں
معتقدات مشترک ہیں، وہ یہ ہیں:
زُہد، ایثار، قناعت، فقر، توکل، خشیت الٰہی، ذکر الٰہی، محبت رسول ﷺ،

Marfat.com

عشق الٰہی، تقویٰ و ورع، خشوع و خضوع، اتباع شریعت، خدمتِ خلق
، صبر و شکر اور ایثار''

فیروز سنز انسائیکلو پیڈیا'' مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء میں تصوف پر یوں روشنی ڈالی گئی ہے:

جب مسلمانوں کی حکومت دور دراز ملکوں تک پھیل گئی اور اسلام میں لوکیت کا اغاز ہوا تو مسلمانوں میں خود بخود دو گروہ بن گئے۔ایک بر سر اقتدار اور دوسرے زہاد و عباد کا گروہ۔ابتدائے اسلام میں ''فقر و جہاد'' یکجا تھے، مگر دور ملوکیت میں جہاد کی جگہ زنگینیوں نے لے لی اور ''فقر'' زہاد و عباد کے حصے میں آیا اور وہ گوشہ نشین ہو کر عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو گئے، ان میں وہ لوگ بھی تھے جو مسلمانوں کی کشمکش سے بیزار ہو کر عزلت نشین ہو گئے تھے

صوفیا کے نزدیک اسلامی علوم کی دو قسمیں ہیں: ایک ظاہری، دوسری باطنیَ........ ظاہری علوم سے مراد ''شریعت'' ہے جو عوام کیلئے ہے اور باطنی علم وہ ہے جو اُن کے کہنے کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم کیا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیض یاب ہوئے اور اس طرح سے سلسلہ نقشبندیہ معرض وجود میں آیا اور پھر نقشبندی بزرگوں نے روحانیت کے میدان میں ان مٹ نقوش چھوڑے وہ تاریخ کا سنہرا باب ہے۔برصغیر میں اس سلسلہ کے عظیم شیخ امام ربانی قندیل نُورانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہ النوُرانی کا بے مثال کردار سب کے سامنے ہے۔

Marfat.com

حضرت علی المرتضٰی سے حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فیضیاب ہوئے جس سے سلسلہ قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ رائج ہوئے۔صوفیا کے نزدیک تصوف کے چار درجے ہیں:

(۱)شریعت (۲)طریقت (۳)حقیقت (۴)معرفت تصوف پر بہت سی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں جن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی غنیۃ الطالبین "، داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی کشف المحجوب اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی عوارف المعارف اور حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف بہت مشہور ہیں۔

امام ربّانی حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف کے دفتر اوّل مکتوب نمبر۴۳ میں ارشادفرماتے ہیں:

> شریعت وطریقت دنوں ایک ہیں۔ان میں بال برابر بھی فرق نہیں ۔فرق ہے تو اجمال وتفصیل اور استدلال وکشف کا جو کچھ بھی شریعت کے خلاف ہے وہ مردود ہے اور جس حقیقت کو شریعت نے رد کیا ہو بے دینی ہے

تصوف نگہ کی تیغ بازی کا نام ہے۔فقراء،صوفیاء اپنے اندر وہ قوت رکھتے ہیں کہ ایک نظر سے دلوں میں انقلاب برپا کردیتے ہیں، دشمن جان بن کر جو آتے ہیں جانثار بن کر لوٹتے ہیں۔صوفیاء کی گفتگو واردات کے سانچے میں ڈھل کر نکلتی ہے،اس لئے دلوں کو متاثر کرتی ہے، دردمند دل سے نکلے ہوئے الفاظ تاثیر کی خوشبو ساتھ لاتے ہیں۔

اہل اللہ کا وجود ہی تبلیغ کا نشان ہوتا ہے،اُن کی زندگی کا ہر عمل درس ہوتا ہے،اُن کی گفتگو اُن کے دینی کردار، روحانی کیفیت اور قلبی واردات کا حصہ ہوتی ہے۔اس میں ازلی

Marfat.com

صداقت اور ابدی حقیقت ہوتی ہے۔ اُن کی گفتگو کا ہر لفظ اُن کے مجاہدات و ریاضت کا نچوڑ ہوتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

تُم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بُلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔ (پ۴، سورۂ آل عمران:۱۰۴)

اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

میں اُن لوگوں کو پہچانتا ہوں جو نہ نبی ہیں نہ شہید، لیکن قیامت میں اُن کے مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ (جلّ شانہٗ) سے محبت ہے اور جن کو اللہ (جلّ جلالہٗ) سے پیار ہے۔ وہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے ''اولیاء اللہ'' کے نام سے یاد فرمایا اور جن کے بارے میں ارشاد ہے:

سنو! جو اللہ (جلّ جلالہٗ) کے دوست ہیں، اُن کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے'' (پ۱۱، سورۂ یونس:۶۲)

اس جماعت کو تاریخِ اسلام میں ''اولیاء اللہ''، ''مشائخ عظام'' اور صوفیائے کرام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صالحین، متقین، اخیار، ابرار اور اہل محبت کا یہی گروہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

انعام یافتہ ہے، یہی وہ لوگ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مسندِ ارشاد پر فائز ہوئے اور کتاب وحکمت کی تعلیم اور تزکیۂ نفس کا مقدس فریضہ انجام دیا۔

حضرت محمد بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ''اولیاء'' کی پہچان کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

> اولیاء کی علامات یہ ہیں: لُطفِ لسان، حُسنِ اخلاق، بشاشت چہرہ، سخاوتِ نفس، قلتِ اعتراضات، عذر خواہ کے عذر کو قبول کرنا، تمام مخلوقِ خدا پر شفقت کرنا، خواہ وہ نیکوکار ہو یا بدکار

حدیث شریف میں ہے کہ ''بلاشبہ بندگانِ خدا میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جن پر انبیاء وشہداء غبطہ (رشک) کرتے ہیں:

صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ ہمیں اُن کی پہچان بتایئے تاکہ اُن سے محبت قائم رکھیں، نطق نبی ﷺ سے ارشاد ہوا:

> یہ وہ لوگ ہیں جو مال ومحنت کے بغیر صرف ذاتِ الٰہی (جل شانہٗ) سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کے چہرے نُور کے میناروں پر روشن و تاباں ہیں۔ لوگوں کے خوف کے وقت یہ بے خوف اور ان کے غموں کے وقت یہ بے غم ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی کہ

> بے شک اللہ (عز وجل) کے اولیاء وہ ہیں جن پر نہ خوف ہے اور نہ حزن وملال'' (ابوداؤد شریف)

Marfat.com

جب کوئی ولی اتباع شریعت اور ریاضت و مجاہدہ سے تزکیۂ نفس اور تصفیہ قلب حاصل کرلیتا ہے تو الہام کے ذریعے اس پر خاص علوم کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

جو لوگ ہماری اطاعت اور ہمارے دین میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر ہدایت کی خاص راہیں کھول دیتے ہیں" (پ۲۱، سورۂ عنکبوت:۶۹)

مولانا روم مست بارہ قیوم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند با حضورِ اولیاء

ترجمہ: "جو شخص خداوند عزّ وجل کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے، اُس کو چاہیے کہ وہ اولیاء اللہ کی حضوری میں رہے"

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

ترجمہ: "اولیاء اللہ کی تھوڑی دیر کی صحبت سو برس کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے"

چشم روشن کُن ز خاکِ اولیاء تا بہ بینی از ابتداء تا انتہاء

ترجمہ: "اولیاء اللہ کے قدموں کی خاک سے آنکھوں کو رون کرلو، تاکہ تو ابتداء سے انتہاء تک سب کچھ دیکھ لے"

اولیاء اللہ نفس مطمئنہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ کریم جل شانہٗ نے ایمان نقش فرمادیا" (پ۲۸، المجادلہ:۲۲)

قرآن حکیم کے فلسفۂ طمانینت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان واعمال صالح سے قلب میں طمانینت و

Marfat.com

سکینیت پیدا ہوتی ہے اور یہ معیار ہے خیر و حسنہ کا، لہذا نفس مطمئنہ یا مطمئن انسان ہی جنت میں جائے گا" (الفجر ۲۸-۳۰) ان آیاتِ کریم میں ربِ ذوالجلال والاکرام نے اپنے مطمئن بندوں کی صحبت و رفاقت کو جنت کے داخلے پر مقدم رکھ کر یہ جتایا کہ انسان کی قدر و قیمت جنت سے کہیں زیادہ ہے اور نفوسِ مطمئنہ کی رفاقت و صحبت، جنت سے افضل و اعلیٰ ہے کیونکہ وہی رونقِ جنت ہونگے اور ان کی صحبت ہی میں جنت کی نعمتوں سے حقیقی لذت و مسرت ملے گی اور خوب ملے گی۔ قرآن حکیم فرقان حمید کی رو سے "نفوسِ مطمئنہ" کی چار اصناف ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے انعام یافتہ ہیں: (۱) انبیاء (۲) صدیقین (۳) شہداء (۴) صالحین (پارہ :۵، النساء :۶۹) اور قرآن حکیم کی رو سے یہی چاروں گروہ "اولیاء اللہ" ہیں۔

جو شخص اپنے قلب و نفس کا تزکیہ کرتا ہے یعنی جرم و گناہ اور ظلم و شرک کے اندھیروں اور بارِ گراں سے انہیں نجات دیتا ہے اور اُس کا نورِ قلبی ترقی کرنے لگتا ہے، وہی فلاح پاتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی (پ :۳۰ سورۃ "الاعلیٰ :۱۴) بے شک وہ مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا یعنی "تزکیہ نفس" اختیار کیا

معلوم نہیں کہ بعض لوگوں نے تصوف کو خلافِ اسلام سمجھ کر کیوں مخالفت پر کمر ہمت باندھ رکھی ہے۔ حالانکہ درحقیقت تصوف "اسلام کی روح" کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ اسلام جن حقائق یا عقاید کو پیش کرتا ہے، اسلام خو چاہتا ہے کہ یہ حقائق قلوب اسلامی میں روشن ہو کر دنیا کو فلاح و برکت کا باعث بنیں، انہی حقائق کو اپنانے کا نام تصوف ہے۔

"توحید" اسلام کا پہلا عقیدہ ہے لیکن اس عقیدہ کی پختگی کے کئی مدارج ہیں، یہی

Marfat.com

وجہ ہے حضور پرُ نور سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اُمّت کا ایمان ایک طرف اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ایک طرف"

قابل غور امر یہ ہے کہ فرقِ عظیم اتنا کیوں؟ صرف پختگیٔ ایمان کی وجہ سے۔ نتائج کا مدار بھی عقیدہ کی پختگی پر ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ

اے ایمان والو! اللہ کریم جلالہٗ سے اتنا ڈرو، جتنا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے)

ساری دنیا خداوند عزّ وجل سے ڈرتی ہے لیکن وہ سب کچھ کرتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ روکتا ہے اور وہ سب کچھ نہیں کرتی جس کا حکم ہوتا ہے۔ غور فرمایئے! واقعی اگر ڈرتے تو ایسا ہوتا؟

میرے ہر جرم کو رحمت نے تیری ڈھانپ لیا ہوگا ستار کوئی بڑھ کے تیری ذات سے کیا؟

جب کوئی نیک روح اپنے تزکیۂ نفس کے لئے کسی صاحبِ ولایت کی خدمت میں پہنچتا ہے اور اپنا تعلق قائم کرتا ہے تو اس تعلق کو "بیعت" کی رسم سے ادا کیا جاتا ہے اور اُس وقت "مرید" کے نام سے موسوم ہوتا ہے لیکن جب وہ تزکیہ نفس کے لیے اپنی کوششیں بروئے کار لانی شروع کر دیتا ہے تو سالک کہلاتا ہے اور جب سالک اپنے آپ کو تزکیہ کے ذریعے عیوب نفس سے پاک کر لیتا ہے صوفی بن جاتا ہے اور جب صوفی ترقی کرتا کرتا فنا کی دولت سے مشرف ہوتا ہے تو مجاز ہوتا ہے جسے صاحب ولائت اجازت خاص سے بعض سالکین کی

Marfat.com

تربیت کے لئے مقرر کرتا ہے لیکن جب یہ مجاز اپنی تکمیل کر لیتا ہے اور کامل ارشاد کی قوت کو مرشد دیکھتا ہے تو اسے ''خلعت خلافت'' سے نوازتا ہے اور ہر تبدیلیٔ درجہ کسی ظاہری رسم سے ادا کیا جاتا ہے، ٹوپی سے لے کر دستار، خلعت اور سجادہ تک ''سالک'' کو عنایت ہوتا ہے مرشد یا صاحب ولایت کی تربیت یہاں ختم ہو جاتی ہے اسی چیز کا نام تصوف ہے اور بس

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ اک آگ سی ہے دل میں برابر سی لگی ہوئی

تعلیمات تصوف کو عام کرنے کی جتنی ضرورت آج ہے کبھی نہ تھی آج جب کہ دنیا مادیت کا شکار ہے سکون مفقود ہو چکا ہے۔ عالمی امن تباہ ہو چکا ہے ہر کوئی پریشان حال ہے اور اطمینان وسکینت کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ احقر شکر گزار ہے حضرت مولانا پروفیسر قاری مشتاق احمد نقشبندی مجددی جماعتی دامت برکاتہم العالیہ کا کہ انہوں نے اس موضوع پر پیش نظر کتاب ''تصوف روح اسلام'' لکھ کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ حضرت پروفیسر صاحب عالم باعمل اور تعلیمات مجددیہ کے بے لوث مبلغ ہیں۔ دردمند دل کے مالک ہیں۔ انہوں نے سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نورانی کے افکار کی تبلیغ وترویج کے لیے خاصا کام کیا ہے۔ یہ کتاب بھی انہوں نے حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کے ارشاد پر ہی صفحۂ قرطاس پر لکھ دی ہے جس سے اُن کی روح مبارک جنت الفردوس میں شاداں وفرحاں ہوگی اور دعا گو بھی۔

احقر اس خدمتِ عظیم پر حضرت قبلہ پروفیسر صاحب کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ حضرت صوفی صاحب قدس سرّہ العزیز کے مرید باصفا شیخ محمد ناظم بشیر صاحب کے لئے بھی دعا گو ہے جو اس کتاب کو زیور طباعت سے آراستہ وپیراستہ

Marfat.com

کر رہے ہیں۔ اللہ کریم جل جلالہٗ، ان کی اپنے شیخ سے محبت وعقیدت، تعلیمات مجددیہ کو عام کرنے کی سعی وکاوش اور خدمتِ دین کے لئے اُن کے عزم وہمت میں برکت عطا فرمائے۔

اگر یہاں نوجوان مفکّر جناب محترم ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ صدر شعبہ اسلامیات وعربی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے حضور خراج عقیدت نہ پیش کیا جائے تو بہت بڑی زیادتی ہوگی کیونکہ حضرت سرورِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کے بعد نشر واشاعت کے کام کی سرپرستی، راہنمائی اور نگرانی انہی کی مرہونِ منت ہے۔ جناب محمد ناظم بشیر انہی کے زیر سایہ اس کام کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اللہ کریم جلّ جلالہٗ اُن کا سایہ ہما پایہ تادیر سلامت رکھے۔

احقر کی دُعا ہے یہ مبارک اور مستحسن کتاب جلد از جلد منصہ شہود پر جلوہ گر ہوکر بھٹکے ہوئے آہوؤں کو سوئے حرم لے جائے اور بادۂ توحید ورسالت سے قاری کو سرشار کر کے خاکِ مدینہ کو اُس کے لیے سُرمہ چشم بنادے۔ (آمین)

پھیل جائے گا ہر اقلیم میں اسلام کا نُور جگمگائے جائے گا اس نُور سے سارا آفاق

محمد صادق قصوری نقشبندی مجددی جماعتی

نقشبندی مجددی نیازوی

بانی وناظمِ اعلیٰ: مرکزی مجلس امیر ملّت پاکستان

بانی وخادمِ اعلیٰ: مجاہد ملّت فاؤنڈیشن پاکستان

بُرج کلاں، ضلع قصور

پوسٹ کورڈ: ۵۵۰۵۱

مورخہ ۲۳۔ جون ۲۰۱۰ء

بدھ وار

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصوف اور افکارِ مجدد

محترم پروفیسر قاری مشتاق احمد کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، انہوں نے عمر بھر درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا اور درس وتدریس کے بعد جو وقت میسر آیا اُس میں بھی دین کی اشاعت و فروغ کے لئے کوشاں رہے۔ وہ جامع مسجد شیر ربانی (۲۱۔ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور) میں حضرت سرورِ ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے قائم کردہ جامعہ برائے دینی تعلیم میں علم تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم اور ہر اتوار کو محفل ذکر کے بعد درس قرآن حکیم طویل عرصہ تک دیتے رہے۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار وتعلیمات کے پرچار کے کام میں حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کے دستِ راست رہے، مجھے بھی حضرت صوفی صاحب کے ساتھ شیر ربانی اسلامک سنٹر اور مجدد الف ثانی سوسائٹی میں ان کے رفیق کار کی حیثیت سے کام کرنے کے مواقع ملتے رہے، اس لئے محترم قاری مشتاق احمد کی تبلیغی مساعی جمیلہ سے قریبی تعلق استوار ہوا۔ قاری صاحب ایک معتدل مزاج عالم دین ہیں جن کا تصوف اور صوفیاء پر گہرا مطالعہ ہے۔ اس طرح قرآن حکیم پر بھی ان کی نظر بڑی عمیق ہے، انہوں نے ''تصوف، روح اسلام'' کے موضوع پر ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل کتاب مرتب کر کے دورِ حاضر کی ایک اہم ضرورت پوری کی ہے، تصوف کو قرآن حکیم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے الگ نہیں کیا جا سکتا، جو عناصر ماضی قریب میں تصوف کو یہ

Marfat.com

رنگ دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں گویا کہ یہی دین اسلام سے الگ کوئی نظریہ یا فلسفہ ہے ان کی سوچ اور فکر کا مواخذہ ومحاسبہ اشد ضروری ہے۔ پروفیسر صاحب نے قرآن و سنت کے حوالوں سے یہ بات واضح کردی ہے کہ فلاح اور نجات کا واحد راستہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان پر صدقِ دل سے عمل کیا جائے اور جن کاموں سے روکا ہے ان سے باز رہا جائے۔ تصوف کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ اسلام کے اوامر ونواہی سے بے نیازی اختیار کرلی جائے۔ امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی نے بھی اپنے مکتوبات میں بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ شریعت کو ترک کرنے کا نام طریقت نہیں ہے۔ اسلام کے پیروکاروں کے لئے سیدھا اور سادہ لائحہ عمل یہی ہے کہ فرائض کی پابندی کریں، بالخصوص نماز باجماعت ادا کی جائے۔ ذکر الٰہی اہتمام سے کریں، حرام رزق سے اپنے پیٹ کو بچائیں، جھوٹ سے اپنی زبانوں کو محفوظ رکھیں، اپنی شخصیت کا جادو جگانے کا خیال دل میں نہ آنے دیں بلکہ اللہ کے دین کے تصور کو اعلیٰ و ارفع جانیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا احسان مانیں کہ اس نے علم وعمل کے راستہ پر چلنے کی توفیق دی۔ اپنی عظمت کے احساس کو جھٹک دیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر اس کا شکر نہ کرنے والے اس کی نعمتوں سے محروم ہوجاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، "مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں، تفرقے نہ کریں، خیانت نہ کریں، جھوٹ نہ بولیں، ایک دوسرے کو رسوا نہ کریں یعنی ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت و آبرو، مال، جان اور خون حرام ہے"۔ آپ ﷺ نے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، "تقویٰ کا مقام یہاں ہے اور

Marfat.com

کسی آدمی کے لئے یہ شر اور برائی بہت ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر اور ذلیل سمجھے، حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے پوچھا کہ تم مفلس کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہ کرام نے جواب دیا، ''جس کے پاس مال و دولت نہ ہو۔ حضور ﷺ نے تصحیح فرمائی کہ مفلس وہ ہے جو بہت نیکیاں کرتا ہو لیکن اپنی زبان، ہاتھ اور قلم سے دوسروں کو تکلیف پہنچاتا ہو، انہیں ستاتا ہو، غیبت کرتا ہو، اشیاء میں ملاوٹ کرتا ہو، کاروبار میں دھوکہ اور فریب کرتا ہو، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں میں سے ان مظلوموں اور دکھی لوگوں کو حصہ دیں گے جن پر وہ ظلم کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ حقیقت میں یہی شخص مفلس ہوگا اور آخر میں اس کے پاس کچھ نہیں بچے گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس امر کا پورا احساس تھا کہ مغل بادشاہ اکبر کو اسلام سے برگشتہ کر کے ''اکفر'' بعض نفس پرست اور جاہ پسند علماء سوء ہی نے بنایا تھا جنہوں نے تصوف کی آڑ میں پناہ لے رکھی تھی، شیخ فرید کے نام ایک مکتوب میں امام ربانی لکھتے ہیں:

''الحمدللہ مسلمانوں کو اس سے بڑھ کر کون سی خوشی ہوگی اور ماتم زدوں کو اس سے زیادہ کیا خوش خبری چونکہ فقیر اس غرض کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہے اس لئے اس معاملے میں ضروری باتیں کہنے اور لکھنے سے باز نہیں رکھ سکتا، مجھے معذور سمجھیں معلوم ہے غرض والا دیوانہ ہوتا ہے۔ عرض کرنا یہ ہے کہ ایسے دیندار علماء جن کو جاہ و مال کی چاہت بالکل نہ ہو اور جن کے سامنے ترویجِ شریعت اور احیائے ملت کے سوا کوئی نصب العین نہ ہو، بہت ہی کم بلکہ کم سے کم ہیں۔ ظاہر ہے کہ علماء میں اگر منصب اور عزت کی خواہش ہوئی تو یہ

Marfat.com

ایک اپنی طرف کھینچنا چاہے گا اور اپنی بڑائی جتانے کی کوشش کرے گا اور پھر ان میں اختلافات ہوں گے اور انہی کو یہ تقربِ بادشاہی کا ذریعہ بنائیں گے لامحالہ پھر معاملہ بگڑ جائے گا۔ دورِ سابق میں علماء سو کے اختلافات ہی نے دنیا کو بلا میں ڈال دیا تھا اور اب وہی چیز پھر درپیش ہے۔ دین کی ترویج کجا کہیں تخریب نہ ہو (العیاذ باللہ) اگر چار کے ایک ہی عالم کو اس کے لئے انتخاب کریں تو بہتر ہے اگر علماء ربانی میں سے مل جائیں تو کیا کہنا، ان کی صحبت تو کبریت احمر ہے اور اگر کوئی خالص اللہ والا میسر نہ ہو تو پھر خوب غور و فکر سے جس کو بہتر سمجھیں اس کو اختیار کریں۔ مخلوق کی نجات علماء کے وجود سے ہے اسی طرح لوگوں کا خسارہ بھی انہی سے وابستہ ہے۔ ایک بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ بے کار اور نچنت بیٹھا ہے اس سے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ اس زمانہ کے علماء میرا کام انجام دے رہے ہیں اور دنیا کو گمراہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔

کام جس عالم کا ہو گا غفلت و تن پروری   اور کی وہ کس طرح کر سکے کا رہبری

میرا مقصد یہ ہے کہ اس معاملے میں اچھی طرح غور و فکر کر کے کوئی قدم اٹھائیں جب بات ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو پھر کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

ایک گرامی نامہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صدر جہاں کو بھی لکھا:

> سُنا گیا ہے کہ بادشاہ اب اسلامی رجحانات کی وجہ سے کچھ علماء چاہتے ہیں، (الحمدللہ علیٰ ذالک) آپ کو معلوم ہے کہ پچھلے دور میں جو فساد آیا وہ علماء سو ہی کی کم بختی سے پیدا ہوا تھا لہٰذا اس بارے میں خوب تحقیق کر کے دیندار علماء کا انتخاب فرمایا جائے۔

Marfat.com

علماء سوء دین کے چور ہیں ان کا مطمع نظر صرف منصب اور پیسہ
اور لوگوں کے نزدیک ذی عزت ہونا ہے۔ خدا ان کے فتنے سے
محفوظ رکھے ہاں ان میں سے جو اچھے ہیں وہ افضل ترین خلق
ہیں۔ وہی ہیں کہ روز قیامت ان کی روشنائی شہدا کے خون کے
ساتھ تولی جائے گی اور اس روشنائی کا پلڑا بھاری رہے گا۔ لوگوں
میں سب سے بدتر بُرے علماء اور سب سے خوب تر اچھے علماء ہیں

حکومت کے مورچہ کو تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس طرح فتح کیا۔ اب رہ گئے علماء سوء اور نفس پرست گمراہ کن صوفی ان کی قوت بھی آپ کے اسی ایک وار سے بہت کچھ ختم ہو گی۔ کیونکہ ان کا فتنہ صرف اسی لئے رو بہ ترقی تھا کہ حکومت کی رفتار اس کے مناسب مزاج تھی جب حکومت ہی کا رُخ بدل گیا تو باطل کی یہ دونوں قوتیں بھی کمزور پڑ گئیں۔

امام ربانی کے افکار کی اساس یہ ہے کہ ہم ایک عقائد کو کتاب و سنت کے مطابق درست کریں کیونکہ نجات اخروی انہی کے اتباع سے وابستہ ہے اور فرقہ ناجیہ وہی ہیں اور ان کے پیرو کیونکہ وہی آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ پر ہیں اور کتاب و سنت سے جو علوم متضاد ہیں ان میں سے وہی معتبر ہیں جن کو ان بزرگوں نے وہاں سے سمجھا اور اخذ کیا ورنہ ہر بدعتی اور ہر گمراہ اپنے عقائد فاسدہ کی بنیاد کتاب و سنت ہی پر رکھتا ہے۔ علماء اہل حق ہی کے سمجھے ہوئے معانی معتبر ہیں کیونکہ ان معانی کو انہوں نے صحابہ کرام اور سلف صالحین کے چشمہ فیض سے حاصل کیا ہے لہذا

Marfat.com

نجات ابدی اور فلاح سرمدی انہی سے وابستہ ہے وہی خدائی گروہ ہے اور خدائی گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

قاری مشتاق احمد کی تصنیف ''تصوف: روحِ اسلام'' انہی اوامر و نواہی کی نشان دہی کرتی ہے جن پر عمل کر کے اور جن سے باز رہ کر ہم تصوف کی حقیقی روح سے آشنا ہو سکتے ہیں جو فی الحقیقت روح اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قاری صاحب کی اس کاوش کو قبول عام سے سرفراز کرے، ان کی اس علمی کوشش کا انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے اور قاری صاحب کو جو حال ہی میں عارضہ قلب کے باعث علیل رہے ہیں، صحت کاملہ سے نوازے اور انہیں دین کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق ارزانی کرے (آمین)

جمیل اطہر سرہندی
صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور

لاہور 17 جولائی 2010ء
بمطابق ۴ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصوف شہ رگِ دین

کسی فکر یا نظریہ کو اسلامی فکر کے متوازی نئی فکر ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نئی فکر کو پیش کرنے والے کے احوال و کیفیات کو جاننے کے ساتھ ساتھ اس فکر کے بنیادی عناصر جن سے اس فکر کی تعمیر ہوئی، کا عمیق نظری سے جائزہ لیا جائے ۔ اگر اس فکر کو پیش کرنے والے وہ لوگ ہوں جن کے تقویٰ کی شہادت ایک زمانہ دے رہا ہو، جن کے رسوخ فی العلم کا گواہ دینی لٹریچر ہو اور جن کے فکر نقد و جرح کی کسوٹی میں تولی جا چکی ہو، ایسے لوگ جس فکر کے نقیب ہوں لامحالہ اس فکر کے خمیر کو قرآن و سنت سے اُٹھایا گیا ہوگا لیکن اس کے عناصر ترکیبی کا تجزیہ صدیوں سے اہل علم نے کر کے اس فکر کی روح کو عین اسلام قرار دیا ہو تو اس فکر کو اسلام کے متوازی قرار دینا عالم جنون میں کسی کی بڑ ہی قرار دی جا سکتی ہے ۔ باقی رہا اصطلاحات کا مسئلہ یہ علوم و فنون کے ارتقاء اور زبان و مکان کی تبدیلی اور احوال و ظروف کے بدلنے سے بدلتی رہتی ہے ۔ لا مشاحۃ فی الاصطلاح کا کلیہ بھی اہل علم و فن کے لئے نیا نہیں ۔ اس لئے تزکیہ نفس ، احسان ، تصوف ، اور عرفان کوئی نام رکھ لیں تصوف کا مقصد اسلامی تعلیمات اور فکر و فلسفہ کو اس کی روح کے مطابق اپنانا ۔ اس لئے تاریخ تصوف تاریخ اسلام کا حصہ ہے اصطلاحات کی غلط فہمی سابقین کو بھی ہوئی ، اس کا جواب شیخ سید علی ہجویری (م: ۴۶۵ھ/۱۰۷۲ء) نے تحریر فرمایا جو آج کی غلط فہمیوں کو دور کرنے اور تصوف کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے کافی ہے اور آپ کی نصیحت

Marfat.com

بھی قابل غور ہے ''طریق ابن گشادہ گروو ومر منکران را گویے کہ: مراد تان بہ انکار تصوف چیست ؟ اگر اسم مجرد را انکار کند، باک نیست: کہ معانی اندر حق تسمیات، بیگانہ باشد و اگر عین این معانی را انکار کنند، انکار کل شریعت پیغمبر علیہ السلام و خصال ستودہ کردہ باشند، من تر اوصیت کنم تا حق این رامراعات کنی وانصاف بدھی تا دعوی کوتاہ کنی، و بہ اھل این نیکو اعتقاد باشی (کشف ٦٠)

شیخ علی ہجویری کی کشف المحجوب کو دیکھ لیں پوری کتاب میں استدلال و استشہار کے لئے قرآنی آیات اور احادیث رسول اللہ کو پیش نگاہ رکھا ہے۔ اپنی ہر فکر کی سند وہ شریعت سے لیتے ہیں۔

صوفیہ میں ایک اور بڑا نام خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کا ہے ان کے ملفوظات اور سوانح عمری پڑھ لیں ہر جگہ مخلوق کا درد اور ہمدردی صاف محسوس ہوتی ہے وہ عبادت کی متعدی اور غیر متعدی میں تقسیم کرتے ہیں متعدی تو ہے جس کا فائدہ عام ہو اور غیر متعدی وہ جس کا فائدہ اپنی ذات کو ہوتا ہے۔ ہو تو یقین رکھتے ہیں کہ لوگ کھانا کھاتے ہیں تو اثر میں محسوس کرتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور دیگر رسائل میں شریعت کی حاکمیت ہی نظر آتی ہے۔ آپ سنت نبوی پر عمل کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ کیا ان اکابرین کے بارے میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان کی فکر، طرز عمل اور نظریہ، اسلام کے متوازی کسی دھارے کا نام ہے؟ چند کتابیں رٹ لینے کے بعد تصوف پر اعتراض کرنے والوں کے بارے میں صاحبزادہ عمر بیر بلوی لکھتے ہیں: ''لیکن حیرت ہے ان لوگوں پر کہ وہ مذہب کے لئے شور مچاتے ہیں اور اعمال مذہب کو پیش کرتے ہیں لیکن روح مذہب کو مکمل کرنے کے لئے

Marfat.com

کچھ نہیں کرتے۔ بلکہ جو لوگ کچھ کر رہے ہیں یعنی صوفیہ ان کو بھی ''بےکار جماعتِ اسلام'' خیال کرتے ہیں اور ان کے اعمال مجاہدہ کو جو سراسر پختگی یقین کے لئے تجویز کئے گئے تھے، بیکار خیال کرتے ہوئے ان سے عوام وخواص کو برگشتہ کیا جاتا ہے اور غیر مذہب خیال کیا جاتا ہے۔ نتیجہ وہی پیدا ہو رہا ہے اور ان ظاہری اعمال کے اندر کوئی ثمرہ ظاہری اور آخری پیدا نہیں ہوتا بلکہ لوگ مذہب سے بیزار ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ظاہر سے باطن پر پہنچائے تاکہ ان کا دینِ حق بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے نادان اہل دانش کے طرزِ عمل پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صلحائے امت نے جو طریقہ پختگی ایمان کے لیے تجویز فرمایا تھا اور جسے اصطلاح میں تصوف کہتے ہیں اور جو وقتاً فوقتاً حسب طبائع اور اوقات کتاب وسنت کی حدود کے اندر خانقاہوں میں چلتا آیا، اس کے برخلاف عملی دنیا تو کیا بلکہ علمی دینی طبقہ جائز وناجائز طریقے سے برملا مخالفت پر اتر آیا ہے اور اس ''روح مذہب'' کے منا کرنے پر تلا ہوا ہے اور اپنے خیال میں وہ شریعت مطہرہ کو آلودگیوں سے پاک کرتا ہے لیکن یہ نہیں دیکھتا کہ آلودگیوں سے صاف کرتے کرتے شہ رگ کو کیوں کاٹا جا رہا ہے جس پر مدارِ زندگی ہے''

کس خوبصورتی سے حضرت خواجہ عمر بیربلوی تصوف کو دین کی شہ رگ سے تعبیر کر رہے ہیں۔

کتاب حاضرا ایسے تشکیک زدہ ذہنوں سے شکوک وشبہات کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے جو صاحب علم ودانش کہلوانے کے باوجود شہ رگِ دین پر خامہ فرسائی کرتے نہیں تھکتے

پروفیسر قاری مشتاق احمد دامت برکاتہم العالی علوم دینیہ پر گہری نظر رکھتے ہیں اور علوم جدید کے اداروں سے ایک عرصہ وابستہ رہے۔ حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ سے دیرینہ رفاقت وقرب کا شرف بھی پایا۔ انہوں نے اس کتاب میں اس حقیقت کو نکھار کر پیش

Marfat.com

کردیا ہے کہ تصوف کیا ہے؟ نتیجہ یہ نکالا کہ یہ ان افکار و نظریات کا مجموعہ اور اذکار و اعمال کا جوہر ہے جو قرآن و سنت اور سلف صالحین کی تعلیمات سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اگر دورِ حاضر میں نام نہاد صوفیہ کو دیکھ کر تصوف کا انکار کرنا ہے تو یہ اختلاط و ادبار تو علماء میں بھی آیا ہے کیا علوم دینیہ کا انکار بھی کردیا جائے گا۔ تصوف کی امہات کتب کی روشنی میں تصوف کی حقیقت اور تصوف کے عناصر ترکیبی پر اس خوبصورت کتاب کی اشاعت یقیناً شیر ربانی پبلی کیشنز لاہور کے سلسلہ اشاعت اور صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ برادرم ناظم بشیر نقشبندی مجددی، صاحبزادگان اور صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کے مشن کے لئے کام کرنے والے افراد کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

طالب دعا

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

شعبہ عربی و علوم اسلامیہ

جی سی یونیورسٹی، لاہور

Marfat.com

Marfat.com

شریعت کے تین جزو ہیں
علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں
متحقق نہیں ہوتے شریعت متحقق نہیں ہوگی اور جب
شریعت متحقق ہوگئی تو حق سبحانہ جل جلالہ کی رضا حاصل ہوگئی جو کہ تمام
دنیوی واخروی سعادتوں سے بلند وبالا ہے

"و رضوان من اللہ اکبر"

پس شریعت تمام دنیوی واخروی سعادتوں کی ضامن ہوئی،
کوئی مقصد ایسا نہیں رہا جس کے حصول میں شریعت کے ماسوا
کی طرف محتاجی ہو، طریقت وحقیقت دونوں شریعت
کے خادم ہیں۔

مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۳۶

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ، سمن آباد لاہور

Marfat.com